بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی ۲؎ (بغیر ضمیمہ درس قرآن مجید)

مع ضمیمہ درس قرآن مجید

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸ | دوا بینی ۔ شفا بینی غرض دار الامان بینی

پیشگی (للعہ)

جلد ۵ | مورخہ ۵ جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۴ جون ۱۹۰۹ء مطابق ۱۱ ہاڑ سمت ۶۶ | نمبر ۳۵

سارے جہان سے اچھا دار الامان ہمارا | اڈیٹر و مینجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا

دُعا مدد

مخدومی حکیم فضل دین صاحب بہت دنوں سے سخت بیمار ہیں ۔ صاحبدل لوگوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس پیارے اور مفید وجود کیواسطے درد دل سے دعا کریں ۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد شفا دیوے وھو الشافی ۔ برادر عظیم الدین صاحب وکیل عثمان آبادی کی زوجہ محترمہ بھی علیل ہیں وہ بھی درخواست دُعا کرتے ہیں ۔

قاضی اکمل صاحب

رخصت سے واپس قادیان پہنچ گئے ہیں مگر یہاں آکر پھر بیمار ہو گئے ہیں اگرچہ مثل بیمار تو وہ اکثر رہتے ہی ہیں ۔ لیکن اس دفعہ معمول سے زیادہ تکلیف انہیں ہوئی ہے اور ہو رہی ہے ۔ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے ۔ کاتب بدر بھی اب تک بیمار چلا آتا ہے ۔ دُعا کا خواہشمند ہے ۔

کاغذ

کیوقت پر نہ پہونچ سکنے کے سبب اخبار تھوڑے ورقوں پر شائع ہو سکا وہ بھی بمشکل ۔

شیخ غلام احمد صاحب

پالم پور وغیرہ میں وعظ کرکے دھرم سالہ تشریف لے گئے ہیں ہر جگہ لوگ امن اور محبت کے ساتھ ان کے وعظوں سے مستفید ہو رہے ہیں ۔

میاں رحمت اللہ

ساکن بگہ کلاں مخالفین کے شر سے تنگ ہیں اور احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں

تاریخی نام

میاں عبداللہ احمدی راولپنڈی سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کے مولود مسعود کیواسطے کوئی صاحب تاریخی نام تجویز فرماویں ۔

جلسہ کاٹھ گڈھ

کیمتعلق سید محمد علی شاہ صاحب اطلاع کرتے ہیں کہ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا چونکہ بدر میں اطلاع دیگئی تھی کہ ان ایام میں جلسہ نہ ہو اس واسطے باہر سے بہت لوگ نہ آئے قادیان سے حافظ غلام رسول صاحب وعظ و ناصح گئے تھے جن کا بڑا اثر ہوا ایک سو چندہ فراہم کرکے قادیان بھیجا گیا چودھری امیر محمد و منشی غلام نبی نے تقریریں کیں سکرٹری نے رپورٹ جلسہ سنائی جلسہ کا تمام خرچ چودھری محمد حسین خان صاحب نے برداشت کیا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے ۔

اخبار قادیان

اہل بیت حضرت مسیح موعود و حضرت خلیفۃ المسیح سب بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں ۔ عاجز کے لڑکے کا نام حضرت خلیفۃ المسیح نے **عبد المؤمن** رکھا ہے جیسا کہ اخبار الحکم سے ظاہر ہوتا ہے شیخ یعقوب علی صاحب کسی لمبے سفر پر تشریف لے گئے ہیں ۔ جس کے مقاصد کو اونہوں نے سردست ظاہر نہیں فرمایا ۔ مگر اُمید ہے کہ کوئی قومی خدمت اون کو مدنظر ہوگی ۔ ان کے پیچھے جناب اکبر شاہ خان صاحب اول مدرس فارسی مدرسہ تعلیم الاسلام اخبار کو اڈیٹ کرتے ہیں ۔ جن کے نام نامی سے ناظرین بدر بخوبی واقف ہیں ۔ کیونکہ اون کے مفید اور دلچسپ مضامین اور نظمیں بارہا ان کالموں کو مزین کر چکی ہیں اور شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی مشین کا انتظام کرتے ہیں ۔

احباب منصوری نے ماہ جون کے اخیر میں یا جولائی کے ابتدا میں ایک جلسہ منعقد کرنے کا ارادہ کیا ہے اون کی دعا پر حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو اور عاجز کو وہاں جانے کے واسطے اجازت فرمائی ہے ۔ مدرسہ میں غالباً نصف جولائی کے قریب موسمی تعطیلات ہونگی

ناصر وارڈ ۔ وغیرہ کیواسطے جو چندہ حضرت میر صاحب فراہم کر رہے ہیں اس کے لئے ایک ہزار سے زائد رقم نقد جمع ہو چکی ہے ۔ اللّٰھم زد فزد ۔

درخواست جنازہ

محبی اخویم جناب مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ خاکسار کی زوجہ ہم ایام بخار بیمار رہ کر ۱۶ جون ۱۹۰۹ء کی رات کو ۱۲ بجے کو قریب بقضائے الٰہی فوت ہو گئی ہے اناللہ وانا الیہ راجعون ۔ التماس ہے کہ آپ اپنے اخبار میں اعلان کر دیویں کہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ تمام احباب احمدی پڑھ کر دعائے مغفرت کریں اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت اور قرب میں جگہ دے ۔ مرحومہ جیسی صالحہ اور نیک سیرت تھی ویسی ہی دل کی حلیم اور طبع کی شریف تھی اعلیٰ نسب اعلیٰ حسب اعلیٰ خاندان میں سے ہوں

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائیٹر و پبلشر و پرنٹر کے حکم سے باہتمام مفتی محمد صادق مینجر مطبع و اخبار چھاپا گیا)

اکبر قدسی الکاتب

کلام امیر المومنین رضہ

۱ - سوال - حدیث میں کل مسکر حرام وکل مسکر خمر وما اسکرہ کثیرہ فقلیلہ حرام وارد ہے اور ہدایہ میں لکھا ہے - یکرہ اکل خبز عجن عجینتہ بالخمر لصام اجزاء الخمر فیہ - اور اس کے شارح نے کہا کہ فہذا الخبز نجس کمالو عجن بالبول - پس نان پاؤ (ڈبل روٹی) جس کو ہمارے اس ملک میں سینڈھی اور تاڑی سے تیار کرتے ہیں اور شراب کی میسان دونوں میں سکر بھی ہے - الخمر ما یخامر العقل ان دونوں پر صادق آتا ہے - پس بلحاظ اقوال صدر اس کا کھانا ناجائز معلوم ہوتا ہے اس باب میں حکم عدل کے خلیفہ برحق کا کیا قول فیصل ہے - مدلل ارشاد ہو -

جواب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ نے اہلحدیث کے مذہب اور مذہب حنفی کو ملایا ہے - دونوں مذہب خمر کے معنے میں متخالف ہیں اور سخت مخالف ہیں حنفیہ خمر کے معنے میں فرماتے ہیں کہ کھجور یا انگور کا رس جو خود بخود بلا کشید شراب مسکر بنے اس کا نام خمر ہے اور بس - باقی عرق یا رس سکر کی حد پر جا کر حرام ہوتے ہیں - علے العموم نہیں - بس تاڑ بھی بحد سکر حنفیہ کے نزدیک حرام ہے - نیچے نہیں - اور نان پاؤ اس کا استعمال بہت نیچے ہے اس پر آپ غور کریں اور اہلحدیث کے نزدیک استحالہ مزیل احکام ہے اور نان پاؤ میں تاڑی کی اجزا میں تو سخت استحالہ ہو جاتا ہے - کیا آپ نے نہیں پڑھا - کہ سرکہ شراب کا اسلام کے کسی فرقہ میں ممنوع نہیں بلکہ وہ نعم الادام ہے - گو اہلحدیث کے نزد اس کا بنانا جائز نہیں - مگر نبی کو نعم الادام میں ضرور داخل فرماتے ہیں - یہ ہے میری فہم .... وہ نان پاؤ حرام نہیں - نور الدین - ۵ - جون ۱۹۰۹ء

۲ - منبع علوم وفنون حکیم الحکما وجناب مولانا صاحب دام الطافہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - بندہ مدت سے تشویش اور تردد میں ہے اپنی عقدہ کشائی کیواسطے جناب سے بہتر کسی کو نہیں سمجھتا ہے امید ہے کہ جناب کاشف عقدہ ضرور ہونگے عقدہ یہ ہے کہ آں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جبکہ جمیع اوصاف اور خاتم النبیین آخر الزمان اور سید المرسلین تھے - تو درود شریف میں جو کہ آخر نماز پڑھا جاتا ہے - کیوں ایسا لکھا ہے کہ اے اللہ تو رحمت نازل فرما اوپر محمدؐ کے اور اوپر آل محمدؐ کے جیسی کہ تو نے اوپر ابراہیمؑ اور آل ابراہیم کے بھیجی ہے -

معلوم نہیں ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم پر کونسی رحمت تھی جس کے لئے عبد آنحضرت بھی ہر ایک شخص داعی رہتا ہے اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس رحمت سے محروم تھے -

جواب - حضرت ابراہیم علیہ السلام والکرۃ آئیز پر ایسی رحمت الٰہی تھی - جسکی حد و نہایت نہیں کیونکہ آپکے آل میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم .... خاتم النبیین رسول رب العالمین جیسے بادشاہ دوجہان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام جیسے الوالعزم رسول پیدا ہوئے - پس جو کچھ ابراہیم اور ان کی آل پر فضل نازل ہوا - درود پر درود پڑھنے والا چاہتا ہے - کہ وہ مجموعہ نعماء آلہیہ کا جو ابراہیم اور ان کی تمام اولاد پر جنہیں خود ہمارے سید ومولی نبی کریمؐ اور دیگر انبیاء داخل ہیں - وہ مجموعہ ہمارے سردار اور اس کی اولاد پر نازل فرما - اگر آپ کی سمجھ میں بات آگئی تو بہتر - ورنہ آپ یہاں تشریف لادیں - اللہ درفت کا خرچ میں دیدونگا - نور الدین -

نظم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - چند اشعار ارسال خدمت ہیں - امید ہے کہ آپ اخبار کے کسی گوشے میں جگہ دیکر ممنون فرماوینگے - بیں عنایت ہوگی -

کلیم اللہ حبیب اللہ کا ہمسر ہو نہیں سکتا
مسیح موسوی احمدؐ سے بڑھ کر ہو نہیں سکتا

غلام احمدؐ مرسل ہے جو اس کے مقابل میں
مسیحا کیا ہے خود موسےٰ برابر ہو نہیں سکتا

وہ موسیٰ تھا خدا کا مدعی گو اس کے دشمن ہیں
مقابل پر کبھی فرعونی لشکر ہو نہیں سکتا

کیا کھوٹے دلوں کو اس نے صیقل اپنی حجت سے
یہ وہ زرگر ہے اس سا کوئی زرگر ہو نہیں سکتا

شکستیں فاش دیں اُسکی قلم نے اہل دنیا کو
مقابل اس کے دارا اور سکندر ہو نہیں سکتا

دماغ اپنا معطر کر دیا اوس کی براہین نے
یہ وہ خوشبو ہے جس سا عطر وعنبر ہو نہیں سکتا

حسینانِ جہاں اس کے مقابل میں ہیں بدصورت
یہ وہ دلبر ہے اس سا کوئی دلبر ہو نہیں سکتا

مئے حب غلام احمدؐ سے جو سرشار ہو بیٹھے
انہیں دجال کا فتنہ برابر ہو نہیں سکتا

مبارک قادیان بستی کہ وہ جس جا پہ آیا تھا
مدینہ کے سوا اب اس کا ہمسر ہو نہیں سکتا

نصیر اللہ نے بخشی یہ طاقت اس جماعت کو
کہ اس کا بے علم عالم سے کمتر ہو نہیں سکتا

خاکسار نصیر احمدؐ احمدی فیروزپور

زلزلہ

مکرم بندہ جناب اڈیٹر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - کل بتاریخ ۴ جون بارہ بجے کے بعد میں جمال برادرس اینڈ کو لمیٹڈ کے آفس میں بیٹھا ہوا تھا - کہ مسٹر عبد الستار محمد جمال نے کہا کہ زلزلہ ابھی آیا ہے وہ اتنی بات کہہ ہی چکے تھے کہ ایک زلزلہ کا دھکہ پھر محسوس ہوا جسکو میں نے دیگر لوگوں نے خوب محسوس کیا - گھڑی دیکھی گئی - تو بارہ بجکے دس منٹ ہوئے تھے - والسلام عاجز ابو سعید عربی - خریدار بدر - رنگون

مدرسہ تعلیم الاسلام کا اثر

مخدومی اخویم ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کی وصیت حصہ سوم جائداد کی گذشتہ اخبار میں چھپ چکی ہے اس کے لکھتے وقت ڈاکٹر صاحب نے ذکر کیا - کہ میرا ارادہ نہ تھا کہ میں تیسرے حصہ کی وصیت کروں بلکہ اس سے کم وصیت کرنے کا خیال تھا مگر میرے لڑکے عبد العزیز سابق طالب علم مدرسہ تعلیم الاسلام نے مجھے کہا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہے خدا تعالیٰ اُسے اور اس کی اولاد کو ضائع نہیں کرتا - آپ ضرور تیسرے حصے کی وصیت کردیں یہ اثر ہے اس مدرسہ میں رہنے کا اور قادیان کی نیک صحبت کا - کہ بچے بھی ایسے اعلے دینی خیالات رکھتے ہیں -

احباب توجہ کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم

میں عاجز درماندہ ہوں ÷ در یہ تیرے افتادہ ہوں
کھولدے مجھ پر اپنا در ÷ رحم کی فرما مجھ پہ نظر
چھوڑ نہ مجھ کو زحمت میں ÷ داخل کرلے رحمت میں

تو نزدیک ہے مین ہون دور ٭ مین ہون اندہیرا تو ہے نور
نور کا پرتو مجھ پر ڈال ٭ مجھکو اندہیری گھپ سے نکال
عشق کی دولت مجھکو دے ٭ اپنی محبت مجھ کو دے

احمدی جماعت کے اصحاب حاضرین وغائبین کی خدمت مین التماس ہے کہ اس عاجز نے بحول اللہ تعالیٰ و قوتہ ارادہ کیا ہے کہ قادیان مین سلسلہ کا کچھ کام کرون لہذا چار کام تجویز کئے ہین۔ جن کی ضرورت کو خلیفۃ المسیح نے بھی تسلیم فرماکر خود جیب خاص سے دو سو ساٹھہ روپیہ چندہ عطا فرمایا ہے وہ کام یہ ہین کہ خلیفۃ المسیح کے نام سے ایک مسجد باہر مدرسہ اور بورڈنگ کے قریب طیار ہوگی۔ جس پر کم وبیش پانچہزار روپیہ خرچ ہوگا اور ایک مردانہ ہسپتال جس کا نام ہمارے اخبارون نے ناصر وارڈ بغیر میری اطلاع کے رکھدیا ہے۔ جس پر پانچہزار سے زائد روپیہ خرچ ہوگا۔ ایک زنانہ ہسپتال جس کا نام ام المومنین وارڈ رکھا گیا ہے اس پر بھی کم وبیش پانچہزار روپیہ کا خرچ کا اندازہ کیا ہے۔ دور الضعفا یعنے غریبون کی چند جھونپڑیان جو غریب مہاجرین کے آرام کے لئے بنائی جاوین گی۔ جسمین وہ بلا کرایہ آباد ہون گے۔ یہ چار کام ہین۔ جن پر بیس ہزار روپیہ کا اندازہ ہے اور یہ کل روپیہ ستثنا ہی جنرل ہسپتال کے جس کا روپیہ احمدی اور غیر احمدیون سے حاصل ہوگا۔ بلکہ سرکار سے بھی کچھ ملنے کی اُمید ہے۔ اور کل روپیہ ہمارے احمدی بھائی ادا کرین گے اور آج تک جو روپیہ حاصل ہوا ہے۔ وہ کل ایک ہزار سے اور لاہور امرتسر قادیان یا اس کے اطراف سے ملا ہے اب کل جماعت کو اشتہار دیا جاتا ہے کہ وہ مجھے امداد دین اور میرا ہاتھ بٹائین۔ عمر کا اعتبار نہین جو نیکی ہو جاوے وہ غنیمت ہے۔ اس تحریر کو دیکھ کر فوراً جو کچھ خدا تعالیٰ توفیق دے فرداً فرداً یا جماعت ملکر قادیان مین اس عاجز کے نام یا محاسب کی معرفت بھیجدین۔ مین بھی جلد اپنی زندگی مین ان کامون سے فارغ ہون اور وہ بھی سبکدوش ہون۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ کریم ورحیم رب آپ سب صاحبون کے ہاتھون اور دلونکو ان نیک کامون کی امداد کے لئے فراخ کرے

آمین یارب العالمین
ناصر نواب قادیان

ایک پرچہ اہل حدیث پر نظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

آج جبکہ مین اپنے بھائی مولوی حکیم محمد سجاد حسین صاحب کے پُرانے کاغذات کو دیکھ رہا تہا اوس مین اہل حدیث کا ایک نمبر بابت ۱۵ مئی نکل آیا۔ چونکہ امرتسری مکذب کو سلسلہ حقہ سے وہی ... مناسبت ہے جو کہاد کو کسی اچھے کھیت سے ہوا کرتی ہے یا یہ یون سمجھئے کہ جو مناسبت ابو لہب اور ابوجہل کو اسلام سے ہے اس لئے مین نے یہ خیال کر کے کہ دیکھین ہمارے مہربان نے اس پرچہ مین کس قدر افترا کر کے اپنے سیاہ شدہ نامۂ اعمال کو اور سیاہ کیا ہے دیکھنا شروع کیا۔ مضمون کا ہیڈنگ ہے۔ "مرزا صاحب قادیانی کی موت" پڑھتے ہی خیال گزرا کہ شائد یہ پرچہ مسیح الثقلین علیہ الف الف سلام کے رفع کے بعد شائع ہوا ہے اور اس مین بہت افتراؤن کے بعد آپ کی وفات کی خبر لکہی ہوگی۔ لیکن تمام وکمال مضمون پڑھ کر معلوم ہوگیا۔ کہ یہ امرتسری یہودی کے افتراؤن کا ایک گند ہے جو اس نے اپنے ناپاک دل سے نکالا ہے اور گو اس وقت حضرت صاحب مرفوع نہین ہوئے تھے۔ لیکن تاہم آپ نے برٹش گورنمنٹ کے چار لاکھ وفادار رعایا کا صرف اس وجہ سے دل دُکھایا ہے کہ ہم مثل مولوی ثناء اللہ اور اون کے دیگر ہم خیالون کے کسی خونی مہدی اور خونی مسیح کے اُمیدوار نہین۔ بلکہ برخلاف اس کے ہم سمجھتے ہین کہ جو آنے والا تہا آچکا اور صلح لیکر آیا اور شہزادہ صلح کہلایا۔ اللّٰھم بارک علی محمد وعلی خلفاء محمد بارک وسلم۔ مضمون کا ہیڈنگ تو ہے "مرزا صاحب قادیانی کی موت" جس سے لوگون کو دہوکہ دینا مقصود ہے یا پھر دل کے جلے پھپھولے پھوڑنے اور اس مین آپ بہت کچھ خرافات اور ہذیانات بکنے کے بعد اپنے دوست یا یون کہئے سنگ زرد برادر شغال ڈاکٹر مرتد کی اس پیشگوئی کو شائع کرتے ہین جو بوجہ جہوٹا ہو جانے کے اس کے ماتھے پر اور نیز ثناء اللہ کے ماتھے پر کلنک کا داغ بن کر ثابت ہو رہی ہے۔

اس مضمون مین ہم اون گالیون اور افتراؤن اور بہتانات کا تو ذکر کرنا پسند نہین کرتے جو تمام مضمون مین از سر تا پا بھرے پڑے ہین ہان ہم ان امور کا ضرور ذکر کرین گے جہان صداقت بر زبان جاری والا معاملہ ہے اور نیز مولوی صاحب ایک بہت بڑے جھوٹ کو کھولین گے۔

آپ لکھتے ہین۔ یہ بھی لکھا تہا کہ مجھے وحی الٰہی نے متنبہ کر دیا ہے کہ جلدی وہ زمانہ آنے والا ہے کہ میری نسبت لوگ کہین گے۔ "خس کم جہان پاک" ہم نہین سمجھ سکتے کہ ایڈیٹر صاحب نے "خس کم جہان پاک" کہان سے لئے ہین جو اپنے دوسرے الفاظ ثابت کرنے کی غرض۔ ان ورٹڈ کاماز مین ظاہر کئے ہین۔ یا تو امرتسری کسی کتاب یا تحریر حضرت صاحب کا حوالہ معہ صفحہ وسطر دے ورنہ پھر لعنۃ اللہ علے الکاذبین کا طوق اپنی گردن مین ہمیشہ کے لئے پڑا ہوا سمجھے۔ اسی کے ساتھ آپ کے قلم سے کچھ صداقت بھی ظاہر ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہین۔

مرزائیو! ڈاکٹر صاحب کے الہامات کی نسبت ہمارا تو وہی اصُول ہے۔ جو قرآن شریف نے ہم کو بتایا ہے کہ ان یک کاذباً فعلیہ کذبہ وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم۔

اب ہمارا یہ سوال ہے کہ میان ثناء اللہ نے قرآن شریف کا یہ معیار اپنے دوست ڈاکٹر مُرتد کے لئے تو درست سمجھا۔ لیکن کیا آپ نے حضرت صاحب کے دعوے کے متعلق بھی قرآن شریف کی اس آیت کو اپنا معیار بنایا ہے کیا اس نے کبھی یہ بھی غور کیا ہے کہ حضرت صاحب کی تمام پیشگوئیان کیسی پوری ہوتی چلی جاتی ہین اور آپ کے مخالفون کا کیا انجام ہوا ہے اور اب ہو رہا ہے اور آپ کی جماعت کس طرح صداقت پر زور قائم ہونیکی وجہ سے روزافزون ترقی کر رہی ہے۔ پھر اس کے بعد آپ حضرت صاحب کے الہام مبارک مباش ایمن از بازی روزگار لکھتے ہین۔ بلکہ یون کہیئے کہ صداقت بر زبان جاری والا مضمون ہوتا ہے۔ کاش مولوی ثناء اللہ اسی الہام اور پھر اس پر اپنی تصدیق کو دیکھتے اور خدا کیواسطے غور کرتے کہ صادقون کے الہام کیسے پورے ہوتے ہین۔ اور پھر اون کی صداقت پر اس کے دشمنون کی کیسی مُہرین لگتی ہین اور کاذبون کے شیطانی وسواس کیسے جھوٹے ہو کر ان کے لئے لعنت ثابت ہوتے ہین۔ یہ مضمون مین لکھنے کا ارادہ کر ہی رہا تہا کہ مجھے اپنے پرچے مین ایک دوسری جگہ

کی قلم سے نکلا ہوا ایک عجیب جملہ نظر پڑا - جس سے مجھے معلوم ہو گیا - کہ گو مخالف حضرت صاحب کے خیالات کی تردید کسی دنیاوی خیال یا شقاوت ابدی کی وجہ سے کریں - لیکن دراصل اون خیالات کی سچائی سے مجبور ہو کر کبھی نہ کبھی شہادت دے ہی دیتے ہیں -

آپ اپنی اور منشیون کی لڑائی کی وجہ لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں - "کہیں ائمہ سلف اور محدثین خصوصاً امام المحدثین بخاری کی توہین ہے - کہیں خاتم الشہداء حضرت مولانا اسمٰعیل شہید پر ...... گالیوں کی بوچھاڑ ہے" اس میں صرف ایک لفظ "خاتم الشہداء" قابل غور ہے - اور اسی کی بابت ہمارا سوال ہے کہ آپ کا یہاں کیا مطلب ہے - کیا اب کوئی شہید نہ ہوگا اور شہادت اسی طرح مولوی صاحب ممدوح پر ختم ہو گی جس طرح آپ کے خیال کے موافق حضرت رسول پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کا اختتام سمجھتے ہیں اگر آپ کا یہ مطلب نہیں ہے تو مولوی صاحب ۱۵ - ایم کے اندر جواب دیویں - میرا یہ اعتقاد ہے کہ اس کا جواب دینا مولوی کا ذکے لئے موت احمر ثابت ہو گا - مولوی صاحب اگر آپ کا قرآن شریف پر ایمان ہے - اگر آپ روز جزا کو حق سمجھتے ہیں تو آپ کو میں نصیحت کرتا ہوں - کہ آپ ان سطور کو ... ٹھنڈے دل سے پڑھیں اور ذرا سونے کے قبل غور کریں کہ اب تک آپنے کیا کیا اور کیا نتیجہ پایا - اور اب کیا پا سکتے ہیں - سنو! اور یاد رکھو کہ بائبل کی پیشگوئی کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا - وہ عمارت کے کونے کا پتھر ہو گیا - بہت صحیح ہے اور سلسلہ کی بہت کچھ صداقت آپ پر کھل گئی ہو گی اور بہت کچھ اب کھلتی جائے گی یہ ضرور ہے کہ سلسلہ کی مخالفت کی وجہ سے آپ کا اخبار عروج چمک گیا ہو گا - لیکن یہ دنیا چند روزہ اور قہر حق قریب ہے - ؎

تو مشو مغرور از خصم خدا
دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

راقم خادم جماعت احمدیہ محمد عثمان احمدی
مقام تلت پورہ - جالندھر

رسید زر
(از یکم اپریل تا اخیر اپریل)

منشی محمد اسلام صاحب ۲۲۷۴ للعہ
فیروز الدین صاحب ۲۳۳۰ ؏
ڈاکٹر سید عالم شاہ صاحب ۲۲۸۴ ؏ ۸ر
سید احمد حسین صاحب ۲۳۹ بقایا للعہ ۸ر
ملک محمد دین صاحب افسر نہار ۲۱۰۷ للعہ
محمد علی صاحب کوہاٹ ۸۴۰ ۸ر
سیٹھ کریم بخش صاحب ۴۹۰ بقایا ؏
میاں عبدالعزیز صاحب ۱۹۰۸ ؏
منشی غلام محمد صاحب ۲۲۶۶ للعہ
حافظ احمد دین صاحب ۱۱۶ ؏
بابو عبدالمجید صاحب ۹۹۶ سے ر
فیض الرحمان صاحب ۱۸۱۱ ؏
حافظ غلام رسول صاحب ۱۴۵ للعہ
میاں جمال الدین صاحب ۱۱۲۱ للعہ
منشی غلام نبی صاحب ٹرس ۲۲۴۱ ؏ ۴ر
میاں خدا بخش صاحب ۱۸۵۷ ؏ر
حکیم شاہ نواز صاحب نمبر ۲۱۰ للعہ
میاں غلام حسن صاحب ۹۴۹ ؏ ۸ر
نور الحسن صاحب ۷۰۸ للعہ
منشی طفیل احمد صاحب ۱۹۰ - ؏ ۸ر
منشی امام الدین صاحب ۸۳۰ للعہ
میاں پیراندتا صاحب ۱۰۹۱ ؏
منشی محمد اشفاق صاحب ۹۵۷ ؏
منشی احمد الدین صاحب ۱۴ بقایا عہ
شیخ فضل کریم صاحب ۷۴۵ للعہ
میاں نور محمد صاحب ۲۲۸۲ ؏
مفتی گلزار محمد صاحب ۳۸۱ ۸ر
میاں سلطان بخش صاحب ۲۲۰۹ ؏ ۵ر
مرزا سلطان احمد صاحب قصور ۹۸۵ ؏ ۱۳ر
منظور عالم نسیم احمد صاحب ۱۹۹۴ عہ
میاں عمر الدین صاحب ۸۳۶ ؏
بابو نظام الدین صاحب ۱۸۴ ۸ر
میاں غلام نبی صاحب ۳۷۷ ؏
نظام الدین صاحب ۲۱۱۴ ؏ ۴ر

منشی غلام محمد صاحب ۱۵۷۵ ؏
محمد یحیٰی و محمد یعقوب دیگران ۸۷۸ ۸ر
عمر الدین و امیر الدین خیاط ۴۹۶ للعہ
شیخ فتح محمد صاحب ۱۱۲۰ ؏
میاں شیخ حسن صاحب ۴۵۴ ؏
شیخ موسیٰ صاحب ۱۲۰۷ ؏
منشی محمد دین پٹواری ۹۹۴ ؏
چودہری فتح محمد خان ۲۳۰۴ للعہ
منشی عمر الدین صاحب ۲۱۱۸ ؏ ۸ر
بابو محمد اکبر ڈیرہ غازیخان ۶۱۷ ؏
میاں مدد علی صاحب ۱۱۴۰ للعہ
منشی کریم اللہ صاحب ۱۱۷۴ سے ر
میاں فقیر محمد صاحب ۳۰۵ ؏ ۸ر
نصر الدین صاحب ۱۱۸۳ ؏ ۸ر
ڈاکٹر محمد دین صاحب ۱۰۸۴ للعہ
امام الدین صاحب ۹۷۹ للعہ
احمد علی صاحب ۱۱۲۶ للعہ
ڈاکٹر عزیز الدین صاحب ۱۰۱۴ ؏
چودہری محمد صفی جان رئیس ۲۲۵۷ ؏ ۸ر
خان عبدالکریم صاحب ۲۳۰۲ للعہ
میاں مراد علی صاحب ۱۰۵۵ ؏
حکیم قربان حسین صاحب ۱۷۴ ؏
احمد شیر خان صاحب ۷۳۴ ؏
منشی احمد خان صاحب ۲۲۷۹ للعہ
میراں شاہ صاحب ۲۳۰۳ ؏ ۴ر
محمد حیات صاحب ۲۶۴ ؏
بابو فخر الدین صاحب ۶۲ للعہ
ڈاکٹر عبداللہ صاحب للعہ
میاں محمد علی صاحب ۱۶۴۱ ؏ ۸ر
مولوی انوار حسین خان صاحب ۷۳۶ ؏
قاضی نظیر حسین صاحب ۱۱۵ للعہ
محمد شفیع و فضل الٰہی صاحب ۱۳۰۰ ؏
عبدالرزاق صاحب ۱۴۱۸ للعہ
مولوی عبداللہ صاحب ۹۳۶ ؏
عطار محمد صاحب لاہور ۱۶۴۵ ؏
محمد علی خان صاحب شاہجہانپور ۱۰۴ ؏ ۸ر
محمد نمبردار رکھ کھودال ۲۱ سے ر

سید محمد شاہ نواز صاحب ۱۵۶۶ ؏
امیر الدین صاحب ۱۶۰۵ ؏
غلام احمد خان صاحب ۱۴۷۱ ؏
شیخ عبدالعزیز صاحب ۱۷۱۳ ؏
میاں عبدالرحمان صاحب ۲۳۰۸ للعہ
چودہری محمد اسمٰعیل صاحب ۱۳۶۶ ؏
منشی عزیز الدین صاحب ۱۶۵۷ ؏
سید نادر علی شاہ صاحب ۱۶۵۰ ؏
ڈاکٹر غلام غوث صاحب ۱۳۳ للعہ
احمد الدین صاحب ۱۵۴ ؏ ۴ر
منشی عمر حیات صاحب ۱۸۵۲ ؏ ۸ر
محمد بخش صاحب آسٹریلیا ۲۰۴۷ صمہ
حکیم محمد عمر خان صاحب ۱۲۴۱ ؏
غلام احمد صاحب ۱۶۴۴ ؏
نظام الدین صاحب ۱۶۸۸ ؏ ۸ر
میاں اللہ بخش صاحب ۱۲۵۹ ؏
ڈاکٹر نعمت خان صاحب ۱۲۸۷ ؏
محمد اسمٰعیل صاحب ۱۵۶۴ للعہ
حکیم محمد یٰسین صاحب ۳۵۵ ؏
حافظ حسین صاحب دموہ ۲۳۰۶ ؏
کرم الٰہی صاحب ۱۲۵۲ ؏
شیخ غازی الدین صاحب ۸۴۹ للعہ
منشی نثار احمد صاحب ۲۲۷۱ ؏ ۴ر
چودہری محمد علی صاحب ۴۰۴ ؏
محمد دولت خان صاحب ۱۶۹۴ ؏
چودہری حسین بخش صاحب ۵۲۳ للعہ
شفیق الدین صاحب ۷۵۱ للعہ
بابو فقیر علی صاحب ۱۶۲۳ ؏
سید جلال صاحب بربرہ ۷۲۵ صمہ
عبدالحمید صاحب ۱۸۲۵ ؏
منشی عبدالحکیم صاحب ۹۰ بقایا ؏
منشی عبدالرحمان صاحب ۱۴۹۷ ؏
شادی نمبردار صاحب ۱۲۱۲ ۸ر
فرزند علی صاحب ۱۸۵۷ ۸ر
دینا ولد کوڑا سرہانہ کلاں ؏ ۸ر
غلام صفدر صاحب ۱۷۸۹ ؏ ۴ر
نبی بخش صاحب ۱۲۰۹ ؏

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

رامپور میں احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مباحثہ۔

ایک معزز شخص جو کہ حاضرین جلسہ میں سے تھے - رام پور کے .. ..

مباحثہ کے صحیح حالات بدر کو عنایت فرماتے ہیں - اخبار چھپ کر بالکل تیار تھا۔ لیکن صرف اس ضروری مضمون کو بہت جلد ناظرین تک پہنچانے کے لئے دو دن لیٹ بھیجا جاتا ہے مگر اگلے ہفتہ تک احباب کو تفصیلی حالات کا انتظار نہ کرنا پڑے۔

مکرمی مخدومی منشی ذوالفقار علی خان صاحب کی خدمات جو گورنمنٹ کے ایک معزز عہدہ پر ممتاز ہیں۔ کوئی عرصہ ڈیڑھ سال سے ریاست رامپور میں منتقل ہوئی ہیں۔ خان صاحب کے اس تعلق سے ہز ہائی نس نواب صاحب والئی ریاست رامپور کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات سے آپ کی زندگی میں ہی کچھ دلچسپی پیدا ہوئی۔ اور گو آپ کی وفات کے بعد یہ رنگ کسیقدر بدل گیا۔ مگر سلسلہ احمدیہ کے متعلق کچھ نہ کچھ ذکر کسی نہ کسی رنگ میں نواب صاحب موصوف کے دربار میں ہوتا رہا۔ .. ..

.. .. اور بہت عرصہ سے ہز ہائی نس اس خواہش کا اظہار فرماتے رہے۔ کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان ایک مباحثہ ان کی سرپرستی سے خاص رامپور میں ہو چنانچہ جن دنوں میں یہ سلسلہ کلکتہ کے جلسہ مذاہب میں حصہ لے رہا تھا۔ انہی دنوں میں منشی ذوالفقار علی خان صاحب کا ایک خط اس مضمون کا حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پہنچا۔ کہ نواب صاحب یہ چاہتے ہیں۔ کہ چند احمدی علماء ان کے سامنے سلسلہ احمدیہ کی حقانیت کے دلائل بیان کریں۔ اور ایسا ہی مخالفین سلسلہ احمدیہ اپنے دلائل بیان کریں سلسلہ احمدیہ عام طور پر ایسے مباحثات کو پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ مدت ہوئی حضرت مسیح موعودؑ نے ان مباحثات کا دروازہ بند کر دیا تھا اور دراصل ایسے مباحثات سے جہاں تحقیق حق کے بجائے فتح اور شکست کا خیال اور تعصب فریقین یا کسی ایک فریق کے مد نظر یہ بات ہو۔ کہ عوام ان کی باتوں سے خوش ہو جاویں۔ کبھی مفید نتیجہ پیدا نہیں ہو سکتا مگر اس موقعہ پر چونکہ ایک صاحب اقتدار والئی ریاست کی طرف سے خواہش تھی۔ اور ان کا منشاء بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ عام مباحثات کی طرز پر نہیں۔ بلکہ احقاق حق کے رنگ میں فریقین کی گفتگو سننا چاہتے ہیں اور یہ بھی خیال کیا گیا کہ عوام الناس کا اس جلسہ مباحثہ میں کچھ دخل نہ ہوگا اور گفتگو متانت اور شائستگی سے ہوگی۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کے لئے اجازت دیدی۔ اور ۱۵ جون سے اس مباحثہ کا شروع ہونا قرار پایا۔ اور مندرجہ ذیل امور حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب کی طرف سے پیش ہو کر نواب صاحب نے ان کو منظور فرمایا۔ **اول** یہ کہ مباحثہ نواب صاحب کی موجودگی میں ہوگا **دوئم** یہ کہ مباحثہ تحریری ہوگا۔ اور فریقین کی تحریریں مناظرین اور فریقین کے میر مجلسوں کے دستخطوں سے مصدق ہو کر فریقین کو دیجاویں گی **سوئم** یہ کہ مباحثہ مندرجہ ذیل پانچ سوالوں پر ہوگا۔ اور اسی ترتیب سے ہوگا جس ترتیب سے سوالات دیئے گئے ہیں **وفات** حضرت عیسیٰ علیہ السلام **حالات** زمانہ اس امر کے مقتضی ہیں یا نہیں۔ کہ ایک مجدد کا صدی کے سر پر مبعوث ہونا ضروری تھا۔ **دعوےٰ** حضرت مرزا صاحب۔ **الہامات** حضرت مرزا صاحب **وفات** حضرت مسیح موعودؑ۔ **چہارم**۔ یہ کہ استدلال صرف قرآن کریم اور سنت صحیحہ ثابتہ سے علیٰ منہاج النبوت ہوگا۔

اس قرارداد کے مطابق ہم میں سے بھی بعض دوست ۱۳ جون کی شام کو اور بعض ۱۴ جون کی صبح کو رامپور پہنچ گئے یعنی حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب بہمراہی مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب و مولوی مبارک علی صاحب و حافظ روشن علی صاحب ۱۳ جون کی شام کو اور راقم اور خواجہ کمال الدین صاحب ۱۴ جون کی صبح کو رامپور پہنچ گئے۔ اتفاق سے جس گاڑی میں ہم پہنچے۔ اسی میں مولوی ثناء اللہ امرتسری اور ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی بھی رامپور پہنچے ہم حیران تھے۔ کہ علمائے ہندوستان میں اور پھر رامپور اور امروہہ جیسے مقامات میں کوئی علماء اس قابل نہ تھے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کے بالمقابل اپنے دلائل پیش کر سکیں۔ کہ ان لوگوں کو جنہوں نے سفیہانہ طرز پر گالیاں دینا اپنا شیوہ بنا رکھا ہے مقابلہ کے لئے بلایا گیا ہے۔ مگر آخر یہ خیال کیا گیا کہ شاید مدد کے لئے ان لوگوں کو بھی بلا لیا گیا ہوگا۔ اور علمائے رامپور نے ان کے اس ناپاک اور ناشائستہ طریق کو جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں دل آزار کلمات استعمال کرنے اور استہزا کرنے کا اختیار کر رکھا ہے چھوڑ کر صرف ان کے معلومات سے فائدہ اٹھانے کے لئے انہیں بلایا ہوگا۔ ۱۴ جون کی شام کو ایک طول طویل تحریر شرائط کے متعلق نواب صاحب کی وساطت سے حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب کے پاس پہنچی تھی جس کے آخر میں بجائے کسی خاص شخص کے دستخطوں کے "مناظر اہل سنت والجماعت" لکھا ہوا تھا۔ اس تحریر میں کچھ تو شرائط کی ترمیم پر زور دیا گیا تھا۔ اور ایک حصہ اس کا بالکل غیر متعلق تھا۔ ترمیم شرائط میں تو سب سے بڑی یہ بات پیش کی گئی تھی۔ کہ وفات مسیح کے متعلق بحث کی ضرورت نہیں اور غیر متعلق حصہ میں حضرت صاحب کی ایک کتاب سے چند عربی اشعار معہ اردو ترجمہ نقل کئے گئے تھے جن میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا ذکر تھا۔ یہ دو چالیں فریق مخالف خاص اغراض کو مد نظر رکھکر چلا تھا۔ وفات مسیح کی بحث کو تو اس لئے ٹالنا چاہتے تھے۔ کہ وہ اپنی کمزوری کو جانتے تھے۔ ورنہ یہ کہنا کہ وفات حیات مسیح کے فیصلہ سے حضرت مرزا صاحب کے دعاوی پر کوئی اثر نہیں پڑتا محض ایک دھوکا ہے۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے متعلق حضرت اقدس کے اشعار کو نقل کرنے سے یہ غرض تھی۔ کہ نواب صاحب چونکہ شیعہ مذہب رکھتے ہیں۔ وہ ان اشعار سے برافروختہ ہو جائیں۔ ورنہ اس بات کو کون نہیں جانتا۔ کہ اہل سنت والجماعت کے اپنے عقیدہ کی رو سے آنے والا مسیح حضرت امام حسین سے افضل ہے۔ مگر اہل تشیع کے اعتقاد کی رو سے چونکہ امام حسینؑ کے مرتبہ میں بہت غلو کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ لازمی امر تھا۔ کہ ایک شیعہ مذہب کا پیرو ایسے کلمات سے برافروختہ ہو۔ اسی بات کو مد نظر رکھکر اور نواب صاحب کو احمدیوں کے برخلاف برافروختہ کرنے کے لئے فریق ثانی نے حضرت اقدسؑ کے ان اشعار کو شرائط کی ترمیم کے کاغذ میں داخل کر دیا۔ ورنہ ہر ایک شخص آسانی سے اس بات کو سمجھ سکتا ہے۔ کہ مباحثہ کی شرائط کا اس امر سے کیا تعلق ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود امام حسین سے افضل ہیں یا نہیں غرض کہ فریق مخالف کی پہلے دن سے ہی بلکہ مباحثہ شروع ہونے سے پہلے ہی یہ کوشش تھی۔ کہ ایک تو حیات ممات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلے کو بحث سے خارج کیا جاوے۔ اور یہ تلخ گھونٹ انہیں پینا نہ پڑے۔ اور دوسرے کسی نہ کسی طرح جناب نواب صاحب کو ان کے شیعی عقیدہ کی وجہ سے احمدیوں کے خلاف اکسایا جائے فریق مخالف کی یہ تحریر ہمارے پاس موجود ہے۔ اور ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے۔ کہ حضرت امام حسین کے قصہ کو شرائط مباحثہ کے درمیان میں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور وفات مسیح پر بحث کرنے سے کیوں یہ فریق گریز کرتا تھا۔

اس تحریر کا جواب ہماری طرف سے صرف یہ دیا گیا۔ کہ ہم شرائط طے ہونے اور نواب صاحب کے ان کو منظور کر لینے کے بعد یہاں آئے ہیں۔ اور اب از سر نو ان شرائط میں پڑنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ البتہ مسئلہ ختم نبوت جس پر نواب صاحب بھی بحث ضروری سمجھتے ہیں۔ اس پر بحث کرنے کے لئے ہم تیار ہیں اور

وفات مسیح کے مضمون کے بعد ہم باقی مسائل کو چھوڑ کر پہلے اسی مضمون کو لے لیں گے۔ علاوہ ازیں فریق ثانی کی طرف سے یہ بھی راستہ اختیار کیا گیا کہ مسئلہ وفات مسیح میں احمدی مدعیانہ حیثیت میں ثبوت دیں اور انہی کی طرف سے ابتدا ہو۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ فریق مخالف اس بات کو خوب سمجھتا تھا۔ کہ حیات مسیح کے لئے اس کے ہاتھ میں کوئی دلیل نہیں۔ اس لئے انہوں نے اس بار ثبوت کو ہمارے ذمہ ڈالا۔ اور چونکہ اس معاملہ میں نواب صاحب کا بھی یہی خیال تھا۔ اس لئے ہم نے بخوشی اس بات کو منظور کیا۔ کہ ہم مدعیانہ حیثیت میں وفات حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ثبوت دینے کے لئے تیار ہیں

ان امور کے طے ہونے کے بعد ۱۸۔ جون کو قریباً پونے چار بجے پہلا پرچہ وفات مسیح کے ثبوت میں ہماری طرف سے حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب نے پڑھا۔ فریق مخالف نے ابتک اپنے مناظر کا نام ظاہر نہ کیا تھا حضرت مولوی صاحب موصوف کی تقریر کے اختتام پر مولوی ثناء اللہ امرتسری فریق مخالف کی طرف سے کھڑا ہوا۔ اور ہندوستان کے علمائے کی طرف سے کوئی اس قابل نہ سمجھا گیا۔ کہ حضرت مولوی صاحب موصوف کے دلائل کا جواب دیتا۔ ہمیں کوئی وجوہات معلوم نہ ہوئیں۔ کہ کیوں علمائے ہندوستان نے اپنے آپ کو اس بات کے ناقابل سمجھا۔ ان علمائے میں سے کوئی گفتگو کرتا۔ تو ہمیں یقین ہے۔ کہ کم از کم متانت سے وہ گفتگو کرتا۔ مگر سارا گروہ علمائے ہند جو اس موقع پر جمع تھا اس بات کے ناقابل سمجھا جاکر وہ شخص منتخب کیا گیا۔ جو اپنی دریدہ دہنی کی وجہ سے جو اس نے اس سلسلہ کے متعلق اختیار کر رکھی ہے بدنام ہو چکا ہے۔ افسوس کہ اس بات کی بھی کچھ پرواہ نہ کی گئی۔ کہ اس جلسہ کا انعقاد معمولی رنگ میں نہیں ہوا۔ بلکہ ایک والئی ریاست نے خاص اطمینان دلا کر یہ جلسہ کیا ہے۔ اور اس شخص کو تقریر کرنے کے لئے کھڑا کیا گیا۔ جس کی عادت ہوتے ہوتے تمسخر یہ امر فطرت میں داخل ہو گیا ہے۔ کہ وہ اپنے تمسخر آمیز کلام سے عوام کالانعام کو خوش کرے۔ اور دو دو منٹ بعد ایک ایک شعر پڑھ کر واہ واہ کی داد لے۔ اس کی مناظرہ میں اگر کوئی غرض ہے۔ تو صرف یہ کہ جہلا اس کے ساتھ ہو کر یہ شور مچاویں۔ کہ مولوی صاحب کی فتح ہو گئی ہے۔

وہ شخص جس کو اتقاء اور تقویٰ کی صرف اس قدر عزت ہے۔ کہ اس کے نزدیک اس کے حلفی بیان کی رو سے "نماز نہ پڑھنے والا روزہ نہ کرنے والا ایک قسم کا متقی ہے" گو جس کی جھوٹ سے محبت اس کے اس حلفی بیان سے ظاہر ہوتی ہے کہ "ایک شخص جھوٹ بول کر پہلی آیت کے معنوں میں متقی ہو سکتا ہے" "اور یہ دروغ گو۔ جعلساز۔ بہتان باندھنے والا۔ افترا باندھنے والا۔ دغا دینے والا ایک معنے سے متقی ہے"! جس شخص میں تقوٰی اور صداقت کی یہ عزت ہو اُسے علمائے ہندوستان نے اپنا لیڈر بنایا۔ محض اس لئے کہ سلسلہ احمدیہ اور اس کے مقدس بانی کے حق میں گالیاں سُن کر دل خوش کریں۔ اور یہ خیال نہ کیا۔ کہ وہ کس شخص کو اپنا لیڈر بنا رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس ذلت کو بھی برداشت کیا۔ کہ ان میں کوئی اس قابل نہیں ہے۔ کہ گفتگو کر سکے۔ اور پنجاب سے اُنہیں آدمی منگوانے کی ضرورت پڑی۔

مولوی ثناء اللہ نے کھڑے ہوتے ہی۔ وہی اپنا قدیمی شیوہ اختیار کیا۔ افسوس کہ مجمع بھی اس رنگ کا نہ تھا جیسا کہ ہم نے خیال کیا تھا۔ گو چند معزز اہل کار بھی موجود تھے۔ مگر کثرت سے وہی عوام یا ان کے پیشرو علما موجود تھے۔ جو مولوی ثناء اللہ کے شعروں کی داد دینے کے لئے تیار تھے۔ مولوی صاحب کی تقریر کے اختتام پر جناب نواب صاحب نے بھی ان کی پیٹھ ٹھونکی۔ پھر کیا تھا انہوں نے سمجھ لیا کہ نواب صاحب بھی ہماری حمایت پر ہیں جو چاہو۔ اب کہہ لو۔ پہلے دن گو ان کی تقریر اسی تمسخر آمیز پیرایہ میں تھی۔ جو ان کا خاصہ ہو گیا ہے۔ مگر پھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ذاتی حملہ کرنے کی جرأت انہیں نہ ہوئی تھی مگر جب ان کی پیٹھ ٹھونکی گئی۔ تو انہوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم تہذیب متانت اور شائستگی کی ہر قید سے آزاد ہیں۔ اور کوئی روکنے والا نہیں جو چاہیں کہہ لیں۔ ان کی تقریر جس قدر ہو سکا۔ شیخ یعقوب علی صاحب نے لکھی مگر خاتمہ پر نہ تو مقابلہ ہی ہوا اور ہو بھی کیسے سکتا تھا اردو میں کوئی شارٹ ہینڈ لکھنے کا طریق تو مروج ہی نہیں کہ ساری تقریر لکھی جاکر اس کی تصدیق ہو سکتی اور مقابلہ ہو سکتا۔ دوسری طرف والئی ریاست کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ شرط کی تعمیل کرا کر اسی وقت فریقین کی تقریروں کی تصدیق کراتے۔ دوسرے دن جاتے ہی سب سے پہلے ہماری طرف سے یہ مطالبہ کیا گیا۔ کہ ہماری تقریر لکھی ہوئی موجود ہے۔ فریق ثانی کو تصدیق کر کے دیجاوے۔ اور فریق ثانی کی تقریر ان سے لیکر تصدیق کر کے ہمیں دیجاوے نواب صاحب نے اس تحریک پر فریق ثانی سے تحریر شدہ تقریر کا مطالبہ کیا۔ تو انہوں نے ٹالدیا اور کہا ہم کل دیں گے اس طرح پر شرائط طے شدہ کی پہلے دن سے ہی خلاف ورزی شروع کی گئی۔ اور مباحثہ کی جو اصل غرض تھی مفقود ہو گئی یعنی یہ کہ ہر ایک لفظ جو بولا جائے۔ وہ ضبط تحریر میں آکر محفوظ ہو جاوے تا کہ پبلک کو غور کرنے کا موقعہ بعد میں مل سکے۔ کہ فریقین کی طرف سے کیا دلائل دیئے گئے۔ مگر فریق مخالف کو چونکہ یہ تو معلوم تھا۔ کہ ان کی تقریر میں سوائے ان اشعار کے جو وقت پر عوام کالانعام کو خوش کر دینے کے لئے کافی ہوتے ہیں اور کچھ نہیں ہوتا اس لئے وہ تحریر دینے سے گریز کرتے رہے۔ اور باوجود بار بار کے اصرار کے بھی اپنی تحریر نہ دی بلکہ آخری دن مباحثہ کے یہ تجویز پیش کی کہ دس دس منٹ ہر دو فریق تقریر باری باری کریں۔ یعنی دس منٹ تک ایک فریق بولے۔ پھر دوسرا دس منٹ تک اس کا جواب دے علیٰ ہذا القیاس۔ افسوس ہے کہ مباحثہ کی غرض ان لوگوں کے نزدیک احقاق حق نہیں بلکہ اسے محض بچوں کے ڈیبیٹ کی طرح ایک مشغلہ بنانا چاہتے ہیں۔ اور جہاں تک یہ مباحثہ ہوا اسی رنگ کا ایک مشغلہ فریق ثانی نے اسے بنا کر دکھا دیا۔

دوسرے دن ہماری طرف سے فریق ثانی کی تقریر کا جواب ہونا تھا۔ مولوی ثناء اللہ نے چونکہ یہ فخریہ بیان کیا تھا۔ کہ ان کے استاد مولوی احمد حسن صاحب نے اپنی جگہ انہیں کھڑا کیا ہے اس لئے ان کی اس بات کا جواب دینے کے لئے ادھر سے بھی حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب نے میر قاسم علی صاحب کو جواب دینے کے لئے ہدایت فرمائی۔ میر صاحب کی تقریر نہایت مؤثر تھی اور فہمیدہ ناظرین پر اس کا صاف اثر نظر آتا تھا۔ میر صاحب کی تقریر کے خاتمہ پر پھر مولوی ثناء اللہ کھڑے ہوئے۔ ڈیڑھ گھنٹہ وقت تقریر کے لئے تھا۔ اس میں سے پورا سوا گھنٹہ تو مولوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دینے میں صرف کیا اور باقی پندرہ منٹ وہ بھی نواب صاحب کے دو تین دفعہ توجہ دلانے پر وفات مسیح کے مضمون کو دیئے اس ... تقریر میں جو وفات مسیح پر ہونی چاہئے تھی امر جس کو حضرت مرزا صاحب کی ذات سے کوئی تعلق نہ تھا مولوی ثناء اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں وہی الفاظ استعمال کئے۔ جو ناپاک طبع پادری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ پاک میں استعمال کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مرزا صاحب چوروں اور ڈاکوؤں سے بدتر ہیں کیونکہ چور اور ڈاکو تو لوگوں کا مال چھینتے ہیں اور یہ مال اور ایمان دونوں لیتے ہیں۔ پھر آپ کو پاگل۔ سڑی۔ دیوانہ وغیرہ کہا۔ اور خائن اور لوگوں کا مال کھا جانے والا بتایا۔ کہ یہ براہین کا روپیہ کھا گئے وغیرہ وغیرہ

اگرچہ ان الفاظ کے استعمال سے چند معزز تعلیم یافتہ اصحاب بیزار ہوئے جیسے کہ انہوں نے مضمون کے خاتمہ پر خود ہی اس رنج کا اظہار کیا مگر علمائے کرام اور ان کے پیرو عوام مولوی صاحب کی اس تقریر سے بہت خوش ہو رہے تھے خود نواب صاحب بہادر بھی احمدی گروہ کی اس طرح پر دل آزاری سے ناخوش نہ تھے اور نہ ہی انہوں نے زبان دراز مقرر کو بند کیا۔ بلکہ جب خواجہ کمال الدین صاحب نے توجہ دلائی تو یہی جواب دیا۔ کہ جب مرزا صاحب کا دعوٰی ہے۔ تو پھر مخالف کو حق پہنچتا ہے کہ جو چاہے کہے۔ خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ وفات مسیح کے مضمون سے ان ذاتی حملوں کو کیا تعلق ہے۔ تو ہز ہائی نس نے مولوی ثناء اللہ کو کہا کہ ان باتوں کا وقت پھر آئیگا جب مرزا صاحب کا دعوٰی زیر بحث ہوگا۔ اس وقت اصل مضمون کے متعلق کچھ بیان کرو۔ مگر مولوی صاحب نے اس رنگ کو چھوڑ کر پھر ایک اور رنگ دل آزاری کا اختیار کیا۔ اور یہ بیان کرنا شروع کیا کہ حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتے۔ اور ان کو برا کہتے ہیں اور انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی دادیوں نانیوں کو زناکار کہا ہے۔ اور حضرت مسیح کی توہین کی ہے۔ اس مضمون کو بھی جیسا کہ ظاہر ہے وفات مسیح کے

ـشے سے کچھ تعلق نہ تھا۔ مگر فریق مخالف کی غرض ہی یہ نہ تھی۔ کہ اصل مضمون پر کچھ بیان کیا جائے۔ بلکہ اس میں وہ اپنی کمزوری کو سمجھکر وقت کو ٹالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور ساتھ ہی پبلک کو اور خصوصاً جہال کو اکسانے کی کوشش کر رہے تھے۔ انہوں نے بڑی چالاکی سے اصل واقعات کا اخفا کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف توہین انبیا کو منسوب کیا۔ اور لوگوں کو مخالفت میں بہت جوش دلایا۔ مخالفت ہی انسان کو ایسا اندھا کر دیتی ہے۔ کہ وہ حق کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ یہی حال مولوی ثناء اللہ کا اس وقت ہو رہا تھا۔ وہ خوب جانتا تھا۔ کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے۔ صحیح نہیں اور مرزا صاحب کی تحریروں سے جو حوالے وہ دے رہا تھا وہ ایسے ہی تھے۔ جیسا کہ کوئی کہے کہ قرآن شریف میں لاتقربوا الصلوٰۃ کا حکم ہے۔ مگر اس کی غرض پبلک کو صرف جوش دلانا تھا۔ تاکہ اصل مضمون کی طرف سے ان کے خیالات دور چلے جاویں۔ اور وہ اصل مضمون زیر بحث پر غور ہی نہ کرسکیں اگرچہ اس مضمون کی قلعی اگلے دن کھولی گئی۔ اور سمجھدار پبلک نے دیکھ لیا۔ کہ اس نے کس قدر دھوکہ دہی سے کام لیا۔ مگر عین اس وقت پر جبکہ مولوی صاحب تقریر کر رہے تھے۔ سب طبائع حضرت صاحب کے خلاف سخت جوش میں تھیں۔ اور مولوی صاحب کی تقریر جادوگروں کی سوٹیوں اور رسیوں کی طرح اپنا کام کر رہی تھیں۔ غرض کہ اصل مضمون کی طرف سے پبلک کی توجہ کو روکے رکھنے کے لئے فریق مخالف نے یہ دو چالیں اختیار کیں۔ یعنی ایک حضرت مرزا صاحب کا نہائت ناپاک الفاظ میں ذکر کرنا۔ اور دوسرے آپ کے برخلاف جھوٹے واقعات کا ذکر کر کے عوام الناس کو اکسانا۔ یہ تھا نتیجہ نواب صاحب کی اس کی پیٹھ ٹھونکنے کا۔ کہ اس نے سمجھ لیا۔ کہ جو کچھ میں اب کہنا چاہوں گا۔ مجھے کوئی روکنے والا نہیں اور اس کے اس خیال کو ہز ہائی نس کے عملدرآمد نے مضبوط کر دیا۔ اور سب سے بڑی دقت یہ تھی۔ کہ گو ہماری طرف سے شیخ یعقوب علی صاحب اس کی تقریر کا خلاصہ ساتھ ساتھ لکھتے جاتے تھے۔ مگر حسب شرائط کوئی تحریر مصدقہ اس سے نہ لی گئی۔ تاکہ پبلک بعد میں اندازہ کر سکتی۔ کہ جہلا میں فتح کا نقارہ کس بنا پر بجایا جاتا ہے۔ اور گو ہز ہائی نس کو ادھر سے توجہ دلائی جاتی رہی۔ مگر نتیجہ کچھ نہ ہوا۔

دوسرے دن کی کارروائی پر ہز ہائی نس اٹھتے ہوئے فریق مخالف کو ساتھ ہی اپنی نشست گاہ میں لے گئے۔ اس کا اثر بھی وہی ہوا۔ جو پہلے دن پیٹھ ٹھونکنے کا ہوا تھا۔ اور غالباً اس طرح ایک فریق کے ساتھ خاص تعلقات ظاہر کرنے سے ہز ہائی نس کا منشا وہی تھا جس کا اعلان مباحثہ کے آخری دن انہوں نے خود فرمایا۔ یعنی یہ کہ وہ اور فریق مخالف ایک ہی ہیں۔ تیسرے دن فریقین حسب معمول بحث کے لئے آئے۔ تو نواب صاحب کی طرف سے یہ پیغام ہم کو پہنچایا گیا۔ کہ ہم اپنی تقریر شروع کریں۔ نواب صاحب تشریف نہیں لاویں گے۔ اس پر احباب نے مشورہ کیا۔ تو سب کی یہی رائے قرار پائی۔ کہ جس صورت میں فریق مخالف نے نواب صاحب کی موجودگی میں ایسی زبان درازی سے کام لیا۔ اور کھلم کھلا ہمارے امام اور پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں نکالیں۔ تو نواب صاحب کی غیر حاضری میں تو وہ رہی سہی قید سے بھی اپنے آپ کو آزاد سمجھکر جو مونہ میں آئیگا۔ کہدیگا۔ اس لئے نواب صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ آپ کی غیر حاضری میں ہم مباحثہ جاری رکھنا نہیں چاہتے۔ اور یہ امر شرائط طے شدہ میں بھی ہے۔ کہ مباحثہ آپ کی موجودگی میں ہی ہوگا اس پر دوبارہ ہز ہائی نس نے پیغام بھیجا کہ احمدی مناظر اپنی تقریر شروع کرے۔ ہم آدھ گھنٹہ میں آجاویں گے۔ مگر احباب نے مشورہ کر کے پھر یہی فیصلہ کیا کہ ذرا دیر ہو جانے میں کوئی حرج نہیں مگر نواب صاحب کی عدم موجودگی میں کسی تقریر کا ہونا مناسب نہیں۔ چنانچہ فریقین نواب صاحب کے انتظار میں بیٹھے رہے۔ مگر ہز ہائی نس اس دن تشریف نہ لاسکے اور بالآخر چھ بجے کے قریب کہلا بھیجا کہ آج کے دن مباحثہ ملتوی کیا جاوے اور ساتھ ہی فریق مخالف کے کل علماء کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ اس سے اگلا دن جمعہ کا تھا۔ لہذا اس دن مباحثہ کے متعلق کوئی مزید کارروائی نہ ہوئی۔

جو حالات اس وقت تک پیش آچکے تھے یعنی تحریری متعلق شرائط کی پابندی نہ ہونا جس سے مناظرہ بالکل بے سود ہو رہا تھا اور پھر فریق مخالف کا نواب صاحب کی حاضری میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک بالکل بے تعلق بحث میں حملے شروع کر دینا۔ اور نہائت ناشائستہ اور ناپاک الفاظ میں آپکا ذکر کرنا۔ اور لوگوں کو آپکے خلاف اکسانا کہ گویا حضرت مرزا صاحب انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتے ہیں اور خود نواب صاحب کا فریق مخالف کی بھری مجلس میں پیٹھ ٹھونکنا۔ اور ان کو خصوصیت سے روزانہ اپنے پاس بلانا۔ اور ایسا ہی بعض اور باتیں ہیں۔ جن کا ذکر اس وقت مناسب نہیں ... جن سے ..... معلوم ہوتا تھا۔ کہ ہز ہائی نس اپنے آپ کو فریق مخالف سے علیحدہ نہیں سمجھتے۔ یہ سب حالات ایسے تھے کہ ان کی وجہ سے مباحثہ آئندہ جاری نہیں رکھا جا سکتا تھا۔ کیونکہ وہ غرض ہی مفقود ہو گئی تھی جس کے لئے ہم ہز ہائی نس کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اور عدم پابندی شرائط نے مباحثہ کو صرف ایک وقتی جنگ کا رنگ دیدیا تھا۔ مگر ہم نے اس معاملہ میں جلدی کرنا مناسب نہ سمجھا اور ۱۹ جون کو پھر مجلس میں حاضر ہوئے۔ اس دن بھی ہمیں یہی پیغام پہنچا کہ تقریر شروع کی جائے۔ ہز ہائی نس تھوڑی دیر میں تشریف لاتے ہیں۔ ہماری طرف سے وہی جواب دیا گیا۔ جو پہلے دن دیا گیا تھا۔ اس کی تھوڑی دیر بعد نواب صاحب تشریف لائے۔ مگر بجائے اس کے کہ مباحثہ شروع ہوتا۔ ایک نئی بحث ہز ہائی نس نے چھیڑ دی۔ جس کا منشاء یہ تھا۔ کہ وفات مسیح کے مسئلہ میں چونکہ احمدی گروہ مدعی بنایا گیا تھا اب دوسرے مسئلہ میں جو حضرت مسیح موعود کی بعثت کے متعلق ہے۔ فریق مخالف مدعی بنایا جاویگا۔ اور آخری جواب الجواب کا حق اسی فریق کو ہوگا۔ غرض اس سے یہ تھی۔ کہ چونکہ مباحثہ تحریری تو ہے نہیں اخیر میں جو کچھ جھوٹ فریق مخالف کہہ گذریگا۔ اس کے جواب دینے کا موقعہ ہمیں نہ دیا جاوے۔ ہماری طرف سے نواب صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر مسئلہ وفات میں ہمیں مدعی بنایا گیا ہے تو نہ ہماری اپنی خواہش کے مطابق بلکہ فریق مخالف کی استدعا پر۔ کیونکہ وہ اس مسئلہ میں خود مدعی بننے سے ڈرتے تھے۔ جس کی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ اپنی کمزوری کو جانتے ہیں۔ کہ ان کے ہاتھ میں حضرت مسیح کے حیات کی کوئی دلیل نہیں۔ باقی رہی حضرت صاحب کی بعثت اور الہامات کے دعاوی ان میں تو لازماً ہم ہی مدعی ہیں کیونکہ جبتک ہماری طرف سے ایک مجلس میں دعویٰ پیش نہیں ہوتا۔ تو فریق مخالف تردید کس بات کی کریگا۔ جبتک ہم اپنا دعویٰ صحیح الفاظ میں پیش نہ کرلیں۔ ایک مخالف کو جواب کا کیا حق ہے۔ اس کا جواب فریق مخالف کی طرف سے یہ دیا گیا۔ کہ مرزا صاحب کا دعویٰ تو دنیا میں پیش ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کی تردید بھی پیش ہوسکتی ہے اس طرف سے جواب میں پھر یہ عرض کیا گیا۔ کہ اگر دعویٰ دنیا میں پیش ہو چکا ہے۔ تو دنیا میں لوگ اپنی طرف سے اس کی تردید بھی کر چکے ہیں۔ سوال تو اس مجلس مناظرہ کے متعلق ہے۔ کہ پہلے یہ مجلس ہماری طرف سے صحیح الفاظ میں دعویٰ سُن لے۔ تو پھر تردید بھی سن سکیگی۔ اس کے کیا معنی کہ دعویٰ کا تو ان کو علم نہ ہو۔ اور تردید پہلے ہی شروع ہو جاوے ہاں احیات مسیح میں ان کو مدعی ہونا چاہئے تھا۔ مگر اس میں خود اپنی کمزوری کو سمجھکر انہوں نے وفات مسیح کا بار ثبوت ہم پر ڈالا۔ جسے ہم نے بخوشی قبول کیا۔ مگر دوسرے مسائل میں جن میں حضرت مسیح موعود کے دعاوی ہیں۔ مدعی ہم ہیں۔ فریق مخالف کی طرف سے اس بحث میں خود ہز ہائی نس ہی اس بات کو پیش کرتے تھے۔ اور اسی بحث کے اثنا میں آخر آپ نے یہ فرمایا کہ ہم فریق مخالف کی طرف سے وکیل ہیں۔ اور ان کا تحریری وکالت نامہ ہمارے پاس موجود ہے۔ کہ ان کی طرف سے جو کچھ کارروائی کرنی ہوگی۔ وہ بذات خود ہم ہی کرینگے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ہم اور یہ فریق ایک ہی ہیں۔ ہم ان سے الگ نہیں ہو سکتے۔ ہماری طرف سے مکرمی و مخدومی خواجہ کمال الدین صاحب گفتگو کرتے تھے۔ اور جب نواب صاحب نے اپنے تحریری وکالت نامہ کا اعلان فرمایا۔ تو ساتھ ہی خواجہ صاحب کو کہا کہ تمہیں احمدیوں کی طرف سے گفتگو کرنے کا کیا حق ہے۔ تمہارے پاس کوئی تحریری وکالت نامہ ہے تو دکھاؤ۔ جس کے جواب میں خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ تحریری وکالت نامہ کی کیا ضرورت ہے۔ یہ سب لوگ حاضر ہیں۔ اور زبانی بتا سکتے ہیں۔ بہرحال اس وقت ہماری پوزیشن نہائت نازک ہو گئی تھی۔ کیونکہ بجائے فریق مخالف سے مخالفانہ گفتگو کرنے کے ہمیں خود والئی ریاست سے یہ گفتگو کرنی پڑی اور یہ آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ اس میں کس قدر مشکلات تھیں اب گویا مباحثہ میں بھی ہمارے مخاطب نواب صاحب ہی تھے۔ اور دیگر امور پیش آمدہ میں بھی ہز ہائی نس سے ہی گفتگو کرنی ضروری ہوئی۔ یہ وکالت نامہ اور طرز بحث میں تبدیلی غالباً انہیں ملاقاتوں کا نتیجہ تھا جو فریق مخالف کی پہلے دو تین دنوں میں ہز ہائی نس سے ہوتی رہیں۔ فریق مخالف کی بدزبانی کی تو پہلے ہی کوئی حد نہ رہی تھی۔ مگر جب کھلے طور پر اس بات کا اعلان خود ہز ہائی نس نے کر دیا۔ کہ ہم ان کے وکیل ہیں اور ان ہی کے ساتھ ہیں۔ تو پھر کونسی بات مولوی ثناء اللہ کو مجبور کرنے والی باقی رہ گئی تھی۔ کہ وہ زبان کو قابو میں رکھکر بات کرے مزید براں یہ ہوا۔ کہ ہز ہائی نس نے یہ فرمایا۔ کہ جب آپ مرزا صاحب کے دعاوی کے مسئلے میں مدعی بنتے ہیں۔ تو ان کا (یعنی فریق مخالف کا) حق ہوگا کہ **جو کچھ چاہیں۔ کہیں۔ آپ کو اعتراض کرنیکا کوئی حق نہ ہوگا**۔ یہ گویا ہمارے لئے آخری نوٹس تھا کہ ہمارے امام کے حق میں جس طرح فریق مخالف چاہیگا۔ زبان درازی سے کام

لیگا۔ اور نہ صرف اسے کوئی روکنے والا نہ ہوگا۔ بلکہ اگر ہم اعتراض کریں گے تو وہ اعتراض بھی سُنا نہ جاویگا۔ بلکہ یہ بھی ہمیں کہا گیا۔ کہ اگر تم ان باتوں کو اور ان شرائط کو جو اس وقت پیش کی جاتی ہیں قبول نہ کروگے۔ تو تمہاری طرف سے مباحثہ میں فرار سمجھا جاویگا۔ خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ نتیجہ نکالنے کا تو ہر شخص کو اختیار ہے کہ جو چاہے نتیجہ نکالے۔ مگر ہم اپنے حقوق کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اور یہ بھی عرض کیا گیا کہ تحریر کے متعلق شرائط کی آجتک پابندی نہ ہوئی۔ مگر فریق مخالف ان باتوں کی کب پرواہ کرتا تھا۔ وہ تو اس وقت نواب صاحب کی وکالت کی وجہ سے ایک کریلا اور دوسرا نیم چڑھا کا مصداق تھا۔ اسی اثنا میں یہ بات بھی پیش کی گئی کہ فریقین دس دس منٹ کے لئے گفتگو کریں۔ گویا مناظرہ کیا تھا مرغبازی یا بٹیر بازی کا ایک تماشہ تھا۔ ایسے اہم مسائل میں احقاق حق کا دعوی اور یہ صورت۔ غرض کہ ایک گھنٹہ اسی ردوکد میں گزر گیا۔ نواب صاحب اس بات پر مصر تھے۔ کہ جبتک اسی عام مجلس میں شرائط کا فیصلہ نہ ہولے اس وقت تک ہم تقریر نہ ہونے دیں گے۔ اور اس طرف سے یہ عرض کیا جاتا تھا کہ جو شرائط پہلے طے ہو چکے ہیں ان کے مطابق کام شروع کیا جائے۔ جو نئی باتیں پیش کی جاتی تھیں۔ اُن پر ہم لوگ گھر میں فراغت سے غور اور مشورہ کرکے کل عرض کردیں گے۔ آخر چار بجے کے قریب نواب صاحب نے ایک ایک گھنٹہ وقت دونوں فریق کو آج کی تقریروں کے لئے دیا۔ ہماری طرف سے میر قاسم علی صاحب نے کوئی آدھ گھنٹہ میں تو ان غلط بیانیوں کا ازالہ کیا۔ جو ۲۶ جون کی تقریر میں فریق ثانی کرچکا تھا۔ اور جن کا تعلق وفات مسیح کی بحث سے نہ تھا بلکہ غیر متعلق امور صرف حضرت مسیح موعودؑ پر حملہ کرنے کے لئے فریق مخالف نے بحث میں داخل کردیئے تھے اور پبلک کو آپ کے متعلق سخت دھوکا دیا تھا۔ یہ حالات ظاہر ہونے پر ذی فہم حاضرین مجلس نے فریق مخالف کی چالاکی پر سخت تعجب کیا۔ میر صاحب کی تقریر کے اختتام پر مولوی ثناء اللہ نے اسی رنگ میں گفتگو شروع کی جس کا وہ عادی ہے۔ حالانکہ آج ہی کی پہلی گفتگو میں خود نواب صاحب نے بھی اس کی زبان درازی کو تسلیم کیا تھا۔ کہ اس نے ایسے الفاظ یعنی چور اور ڈاکو ہمارے امام کے متعلق استعمال کئے مگر وہ کب ٹلنے والا تھا۔ بجائے اس کے کہ اپنی پہلی حرکت پر نادم ہوتا یہ کہا کہ جب میں اپنے ایمان کی رو سے مرزا صاحب کو ایسا ہی سمجھتا ہوں کہ تو کیوں ایسے الفاظ استعمال نہ کروں۔ بلکہ یہ بھی کہا۔ کہ میں تو "مرزا صاحب" بھی نہیں کہنا پسند نہیں کرتا۔ اس کی اس بات سے ظاہر ہے۔ کہ اس کی نیت کیا تھی۔ کوئی اس بھلے مانس سے پوچھے کہ کیا تم عیسائیوں یا شیعوں سے کسی ایسے مباحثہ کو پسند کروگے۔ جس میں وہ اپنے اعتقاد کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت خلفائے ثلاثہ کے متعلق وہ ناپاک الفاظ استعمال کریں۔ جن کو سُن کر ایک سچے مسلمان کے بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ اسی تقریر میں اور بھی بہت سے ایسے الفاظ استعمال کئے۔ جو آداب مناظرہ کے خلاف تھے اور جو ضرورت ہوئی تو آئندہ تفصیل شائع کئے جاویں گے۔

اگلے دن ہمارا آخری پرچہ وفات مسیح پر ہونا تھا۔ مگر جو کچھ واقعات پیش آچکے تھے۔ وہ قطعاً اس بات کی اجازت نہ دیتے تھے کہ ہم آئندہ اسی طرح پر مباحثہ کو جاری رکھیں۔ بلکہ ضروری ہوگیا تھا کہ یا تو شرائط کے مطابق مباحثہ ہو۔ اور ہر ناگفتنی پوزیشن کو فریقین سے علیحدہ سمجھکر ان میں تساوی کو قائم رکھیں اور یا مباحثہ بند کردیا جاوے بعد المشورہ مندرجہ ذیل تحریر نواب صاحب کی خدمت میں بھیجی گئی کیونکہ نواب صاحب کی طرف سے بھی زبانی ارشاد اسی بات پر اصرار کا پہنچا تھا کہ بحیثیت حضرت مرزا صاحب میں اگر فریق مخالف کو مدعی بنایا جاویگا تو مباحثہ جاری نہیں رہ سکتا۔ وہ تحریر حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بحضور بندگان اعلیحضرت عالی جناب ہز ہائی نس نواب ... والئی ریاست رامپور خلداللہ ملکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور والا کا زبانی ارشاد پہنچا جس کے متعلق حسب ذیل معروض ہے:۔

۱۔ سب سے پہلے ہم ممبران احمدی جماعت ان تمام مراعات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جو وقتاً فوقتاً ہمارے حال پر سرکار والا تبار کی طرف سے مبذول ہوتی رہتی ہیں ہم اس بات کے معترف ہیں کہ حضور والا نے ہمارے ساتھ بطور مہمان وہی سلوک کیا۔ جو حضور والا کی شان کے شایان ہے۔

۲۔ حضور والا پر روشن ہے۔ کہ حضور والا کی زیر نگرانی مناظرہ کا منعقد ہونا اور ہمارا اس مناظرہ کے لئے بطلب حضور حاضر ہو جانا خاص حالات کے ماتحت تھا۔ اور یہ حالات اب بدل گئے ہیں۔ حضور والا ہم جو یہاں حاضر ہوئے تو محض یہ یقین کرکے کہ حضور والا ایک ثالث کی حیثیت میں ہماری اور ہمارے مخالفین کی باتوں کو سُننا چاہتے ہیں۔ لیکن حضور کی کل کی تقریر سے جو جلسہ مباحثہ میں حضور نے فرمائی ہمیں یہ معلوم ہوا۔ کہ حضور فریق مخالف کی طرف سے وکیل اور پریزیڈنٹ ہیں۔ اور ہر ایک امر میں جو بہ تعلق شرائط یا مناظرہ میں کسی امر کے متعلق پیدا ہو ہمیں حضور والا سے بحیثیت وکیل فریق مخالف گفتگو کرنی ہوگی۔ یہ حالت جو ہمارے لئے پیدا کردی گئی ہے ایسی ہے کہ ہم آئندہ مناظرہ کو جاری نہیں رکھ سکتے۔ نہ حضور کا مد مقابل بن کر گفتگو کرنے کے قابل اپنے آپ کو سمجھتے ہیں۔ ۳۔ حضور والا نے جو یہ حیثیت وکیل فریق مخالف کی اختیار فرمائی ہے جس کے آثار ہم پہلے دن ہی دیکھتے تھے۔ مگر جس کا اعلان حضور نے کل فرمایا اس نے فریقین میں مساوات کو دور کردیا ہے۔ اور مناظرہ کے لئے مساوات کا ہونا ضروری تھا۔ اور ہماری رائے میں اب صورت احقاق حق کی باقی نہیں رہی ہے۔ علاوہ ازیں حضور والا علی الاعلان یہ بھی فرما چکے ہیں کہ حضور ہمارے فریق مخالف سے الگ نہیں رہ سکتے۔ تو اس صورت میں گویا ہمارا مباحثہ حضور والا سے ہے جس کے لئے ہم یہاں حاضر نہیں ہوئے۔ ۵۔ فریق مخالف نے وفات مسیح کی بحث میں جو ناشائستہ کلمات ہمارے امام اور پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں استعمال کرکے ہمارے دل دکھلائے ہیں۔ اور آپ کو صریح الفاظ میں چور اور ڈاکو جس سے بدتر اور ضمناً پاگل سڑی دیوانہ وغیرہ لکھا۔ اور جو کچھ آئندہ کے لئے ہم کو کل بھی کھلے لفظوں میں دھمکی دی گئی ہے جس کا منشا یہ ہے۔ کہ ہمارے امام کے حق میں زبان درازی سے کام لیا جاویگا اور اسی بنا پر فریق مخالف نے وجدانی پیشگوئی بھی کردی کہ ہم آئندہ مناظرہ جاری نہ رکھینگے۔ کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ ہم نے اس کی بدگوئی کی وجہ سے ایک مرتبہ اس سے مناظرہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اور حضور والا نے بھی فریقین کے مدعی و مدعا علیہ ہونے کی حیثیت پر گفتگو کرتے وقت یہ فرمایا تھا۔ کہ اگر وہ آئندہ بھی مدعا علیہ بنائے جائینگے تو وہ جو چاہیں گے کہینگے اور ہمیں اعتراض کرنیکا حق نہ ہوگا۔ یہ جملہ حالات ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ ہم آئندہ مباحثہ کو جاری رکھیں۔ ۶۔ شرائط طے شدہ کی پابندی باوجود حضور والا کو توجہ دلانے کے اور بار بار عرض کرنے کے نہ ہوئی چنانچہ شرط نمبر ۱۰ وس کے یہ الفاظ ہیں:۔

"ہر دو فریق کی تقریر بکار سرکار والا تبار کے خواہ تو ادلاً اسی جلسہ میں تحریر ہوجاویگی یا کوئی کاتب زود نویس بوقت تقریر کے تحریر کرتا جائیگا تاکہ کسی فریق کو یہ گنجائش باقی نہ رہے کہ میں نے یہ امر نہیں کہا تھا یا اور کچھ زیادہ یا کم کہا ہے۔"

"ہر ایک فریق اپنی قلم بند شدہ تقریر کو باآواز بلند سُنائیگا۔ اور تقریر غیر مستند قابل المشاہدین و میر مجلس ان کے قابل اعتبار نہ ہوگی۔"

چونکہ ان شرائط کے مطابق کارروائی نہیں ہوئی اور بعدم پابندی شرائط مذکورہ بالا میں مناظرہ بے سود ہے لہذا اس وجہ سے بھی ہم آئندہ مناظرہ کو جاری رکھنا نہیں چاہتے۔ ۷۔ گو شرائط منظور شدہ میں بہ تصریح فریقین کی حیثیت مدعی و مدعا علیہ کا کوئی ذکر نہیں مگر مباحثہ شروع ہونے سے پہلے ہمیں فریق ثانی کی خواہش پر مدعی بنایا گیا اور اس میں کوئی تصریح نہیں کی گئی تھی۔ کہ ہم آئندہ مدعا علیہ بھی بنائے جائینگے۔ چنانچہ ہم نے اس جدید شرط کو منظور کر لیا تھا۔ مگر کل پھر ایک جدید شرط پیش کی گئی ہے کہ ایک مضمون میں ہم اور ایک میں ہمارا فریق مخالف باری باری مدعی اور مدعا علیہ ہونگے۔ یہ شرط ہم کو کسی صورت میں منظور نہیں اس وجہ سے بھی ہم آئندہ مناظرہ جاری رکھنا نہیں چاہتے۔ سعا لیجاہا! آخیر میں ہم آپ کے نہایت شکر گزار ہیں کہ حضور نے ہمارے ساتھ ہر طرح مراعات مہمانداری کے ساتھ حسن سلوک کیا اور ہماری ہر طرح کی آسائشوں کا خیال رکھا۔ خدا تعالیٰ حضور کو اس کی جزائے خیر دے!

حضور کا دعا گو
خواجہ کمال الدین وکیل منجانب جماعت احمدیہ
مورخہ ۲۸ جون ۱۹۱۲ء بوقت ۱۲ بجے دوپہر

اس تحریر کا کوئی جواب ہمیں نہ ملا۔ ہاں سُنا گیا ہے کہ فریق مخالف نواب صاحب نے یہ کہلا بھیجا کہ وہ لوگ (یعنی احمدی جماعت) مباحثہ جاری رکھنا نہیں چاہتے۔ سُنا گیا ہے کہ فریق مخالف کے بعض مولوی فتح کی ڈینگیں مار رہے ہیں سو یہ واقعات بجنسہ بیان کئے گئے ہیں تاکہ پبلک کو اصلیت معلوم ہو جائے کہ حق کیا ہے۔ اگر فریق مخالف خاموشی اختیار کرلیتا تو ہمیں بھی ان باتوں کے اظہار کی ضرورت پیش نہ آتی۔ باقی رہا مسئلہ حیات و ممات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سو اس میں جو کچھ فتح فریق مخالف کو ہوئی وہ مولوی ثناءاللہ کے اس کھلے اقرار سے ظاہر ہے جو اس نے اپنی آخری تقریر میں کہا کہ چونکہ زیادہ سے زیادہ اس مسئلہ کو مشکوک کیا جاسکتا ہے۔ (جس کا مطلب تھا کہ اس کے نزدیک نہ وفات ثابت ہے نہ حیات) اس لئے اس شک کا فائدہ مدعا علیہ کو ملنا چاہئے یعنی چونکہ حیات مسیح کے قائلین نے مدعا علیہ کی حیثیت اختیار کی ہے اس لئے ان کو کسی دلیل کی (وجہ سے) فیصلہ ان کے حق میں ہونا چاہئے۔ ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ عذر نامعقول ثابت کرنے کہ تقصیر ... والا معاملہ ہے اور انہوں نے اس بات سے بھی انکار کیا کہ مسیح ضرور آسمان پر گئے ہوں بلکہ کہا کہ رفعہ اللہ الیہ کے معنی ہیں کہ خدا اسے کسی ایسے مقام پر لے گیا جہاں وہ یہودیوں کے دست برد سے محفوظ ہو گیا پھر اس کے ماننے میں کیا شرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کشمیر میں اسے پہنچا دیا و آویناھما الی ربوۃ ذات قرار و معین یہ مختصر چند باتیں لکھی گئی ہیں ضرورت ہوئی تو تفصیل کے ساتھ پھر لکھا جاویگا۔ والسلام

یکے از حاضرین جلسہ

دارالامان سفر منصوری ملتوی ہوا ✦ درس قرآن مجید جو مولوی صدر الدین صاحب بی اے بی ٹی کی تحریک کے مطابق ۵ مئی کو امیر المومنین نے شروع کیا تھا ۲۷ جون کو انشاء اللہ ختم ہو جائیگا اس طرح بجائے تین ماہ کے ۴۴ دن میں بخیر و خوبی ختم ہوگا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ ہمارے دوست منشی عبداللہ خان مترجم ڈسٹرکٹ کورٹ سیالکوٹ نے ایک عمدہ نوٹوں کا تیار کیا ہے۔ اگر وہ اسے چھپوا دیں تو قوم کے لئے بہت مفید ہو۔ رامپور کے مباحثہ کے حالات صحیحہ احباب کو سُنانے کے لئے اخبار جو بالکل تیار تھا جمعرات ...

✽ نوٹ بحث توفی کے علاوہ جملہ سوالات یکگانہ کی صورت ہی ہمیں مدعی بنا رہی ہے۔ اور فریق ثانی کا اگر کوئی حق ہے۔ تو وہ صرف ابطال دعوی کا ہے۔

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فرمائے ہوئے روزانہ درس قرآن شریف سے نوٹ

سورۃ آلِ عمران

(پارہ سوم)

من انصاری الی اللہ - اگر کوئی میرے انصار میں سے ہے - تو ادہر - چلے جدہر میں جا رہا ہوں - یعنی اللہ کی طرف۔

الحواریون - مفسرین نے لکھا ہے حواری کہتے ہیں دہوبی کو - چونکہ اونہوں نے دلوں کو صاف کر دیا تہا۔ اس لیے انہیں دہوبی کہا گیا ہے اصل بات یہ ہے کہ جو بڑے خلوص سے اپنی جان پر کہیلنے کو تیار ہوں ایسے لوگوں کو حواری کہتے ہیں

مکروا - یہ آیت یاد رکھنے کے قابل ہے دیکھو اس کی ضمیر بظاہر حواریوں کی طرف پہرتی ہے - مگر یہ صحیح نہیں - بلکہ ان لوگوں کی طرف راجع ہے جو اس منہم الکفر کے مصداق ہیں - پس کبھی ضمیر کا مرجع دور بھی ہوتا ہے مگر یہ بھی تدبیر ہے - عربی سے ناواقف - ہرچہ گیرد علتی علت شود کے مصداق اپنی زبان پر قیاس کر کے اس کو اپنے معنوں میں لیتے - اور مکر - مکرا - مکروا کی گردان پڑہتے ہیں۔

مورخہ ۱۹ - اپریل ۱۹۰۹ء

(رکوع ۶)

اس رکوع میں اللہ نے مجھے ایسا انشراح صدر بخشا ہے کہ میں اس کے ذریعہ سے تمام دنیا کے مذاہب کو محض فضل الٰہی سے یقیناً جیت سکتا ہوں - اس قدر انشراح مجھے حاصل ہے کہ میں کسی مجلس میں جہاں اسلام کے مخالف لوگ بیٹھے ہوں - ذرہ بھر بھی بُزدل نہیں ہوتا - تمام دنیا کے لئے یہ قاتل حجت ہے - جس کے سامنے کوئی بول نہیں سکتا۔

یہ آیت قیامت تک اسلام کا بول بالا ثابت کرنے کے لئے کافی ہے - یہ اس لئے میں نے کہا - تا تمہیں اس نعمت کی قدر ہو

انی متوفیک میں تیری روح کو قبض کرنے والا ہوں - توفی کے معنے پر حضرت صاحب نے سیرکن بحث فرمائی ہے - میری تشریح کی حاجت نہیں آپ نے انعامی اشتہار شائع کئے کہ قبض روح کے سوا کوئی اور معنے اس کے بلا قرینہ صارفہ بتا دے - ایک مولوی نے دہلی میں وفیت کو پیش کیا - مگر وہ کیسا نادم ہوا - جب آپ نے فرمایا کہ کیا یہ ایسی بات ہے جس بات سے توفی ہے۔

ورافعک الی - لوگ تجھے جھوٹا - کذاب - سفلی زندگی کا سمجھتے ہیں - مگر میں تیری روح کو قبض کر کے اعلےٰ علیین میں (ان الابرار لفی علیین) مقام دوں گا۔

وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ

بس یہ وہ دلیل ہے جس پر ساری دنیا کے مذاہب کا امتحان ہے فرماتا ہے کہ میں کرنے والا ہوں وہ جو کہ تیری تابع ہیں بڑھ کر ان پر جو تیرا انکار کرتے ہیں اور پھر یہ قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا - یہ ایک زبردست پیشگوئی ہے۔

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں یا مسیح کو ماننے والے یا مسیح کے منکر - ان دونوں کے درمیان تو یہ فیصلہ کی راہ بتائی - کہ مسیح کے ماننے والے منکروں پر غالب رہیں گے - چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی اور مسلمان مسیح کے ماننے والے یہود پر حکمران ہیں - اور پھر اور قومیں جو مسیح کی منکر ہیں وہ بھی محکوم ہی ہیں اور صرف محکوم نہیں بلکہ ذلیل - کہ

فاعذبہم عذاباً شدیداً - دنیا ہی میں ان کو عذاب دوں گا اور عذاب بھی سخت - چنانچہ یہود کو جو جو عذاب اور دکھ پہونچے وہ مخفی نہیں اور یہی دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کا ثبوت ہوگا۔

وما لہم من ناصرین - پھر یہاں تک ہی ختم نہیں - بلکہ غیر قوموں کی محکومیت میں ایسے آئیں گے - کہ اور مظلوموں کے تو مددگار پیدا ہو جاتے ہیں - مگر مسیح کے منکروں کا کوئی مددگار نہ ہوگا - یہ بھی ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

من الآیات - یہ بات نشانوں میں سے ایک بھاری نشان ہے یہاں تک تو منکران مسیح کا فیصلہ کیا - کیونکہ کفر والے سے مراد مسیح کے کافر ہیں - اب سچے اور جھوٹے متبع کا فرق بتلاتا ہے - مسلمان کہتے ہیں - ہم مسیح کے سچے پیرو ہیں اور عیسائی کہتے ہیں ہم - فرمایا -

ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم - عیسائی کی مثال آدم کی مانند ہے

اوس کو ہم نے تراب سے پیدا کیا۔ پھر وہ مر گیا اور مرنے کے بعد کن فیکون سے قیامت کے دن زندہ ہوگا۔ اسی طرح عیسے بھی مر چکا اور قیامت کو زندہ ہوگا۔ جس گروہ کے عقائد یہ ہیں وہی حق پر ہیں۔ اگر تم اوس کی الوہیت کے قائل ہو۔ تو کوئی دلیل دو۔ آدم کا مثیل ہونے سے اس کی بشریت ظاہر ہے۔ دنیا نے اوس کو دیکھا کہ وہ انسانوں کی طرح کھاتا پیتا اگتا موتتا رہا۔ پھر وفات ہی پا گیا۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ۔ بس اے مخاطب تیرے رب کی طرف سے یہی بات حق ہے۔ تو شک میں نہ ہو اس پر بھی جو نہ مانے۔ اس کے لئے آخری فیصلہ بتایا ہے۔

تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم۔ یعنے مباہلہ کریں۔ کاذبوں پر لعنۃ ڈالیں۔ پھر دیکھیں کس پر خدا کا عذاب آتا ہے اور کون قوم اس کی رحمت سے دور ہوتی ہے۔

مورخہ ۲۰۔ اپریل ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۷)

تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم۔ مذہبوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جوں جوں پیچھے چلے جائیں۔ تو شرک۔ بُت پرستی کا مرض کم ہوتا جاتا ہے۔ ایک رئیس تھا اوسکی عادت تھی۔ کہ وہ مباحثات کیا کرتا تھا۔ مجھے ایک دفعہ اوس نے کہا کہ کوئی معیار مذہبوں کی پہچان کا ضرور چاہیئے۔ وہ معیار جب تک قائم نہ ہو۔ جھگڑے ختم نہیں ہو سکتے۔ چونکہ یہ میرا یقین ہے کہ حق بات ضرور فطرت سے بےساختہ بول اُٹھتی ہے۔ اس لئے میں نے کہا حضور ہمارے تو قاہیں۔ ہماری عقلیں اور عزتیں ایسی نہیں کہ ہمارے قائم کردہ معیار کی عزت آپ کے دل میں بیٹھ سکے اس لئے آپ خود ہی تجویز فرماویں آپ جو معیار قائم کریں گے۔ لامحالہ وہ قابل قدر ہوگا۔ یہ مجھے یقین تھا۔ کہ اگر اس نے غلط معیار قائم کر کے کوئی اُلجھن ڈالی۔ تو فطرت کی آواز سے اسے سلجھا لیا جاویگا۔ اوس نے کہا مذہب کا پرانا ہونا یعنے جس قدر قدیم کی طرف چلے جاویں جو سب سے قدیم ثابت ہو۔ وہی مذہب حق ہے میں نے کہا بڑا مسئلہ تو خدا ہی کے ماننے کا ہے اس سے باقی مسئلے نکلتے ہیں اب میں پوچھتا ہوں کہ بت پرستی کو کہاں تک قدامت رکھتی ہے اوس نے کہا کچھ ہی ہو۔ اسلام سے تو پہلے کی ہے۔ اسلام کو ابھی بارہ سو سال ہوئے ہیں۔ میں نے کہا اسلام تو فبھداھم اقتدہ کہکر اپنے تئیں قدامت سے وابستہ کرتا ہے آپ فرمائیں۔ کہ بُت پرستی کب سے ہے۔

رامچندر جی کے زمانہ سے مان لیتے ہیں پس رامچندر دیوتا کی پرستش کرتے تھے۔ اوس نے وشنو کی۔ میں نے کہا اور وشنو؟ کہا برہما کی۔ میں نے کہا اور برہما۔ کہا ایشور کی۔ اس پر میں نے کہا بس وہ مسلمات

تھے۔ یہی مسلمانوں کا مذہب ہے۔ اسلام کا اہم مسئلہ یہی لا الہ الا اللہ ہی توہے۔

یہاں ان آیات میں عیسائیوں سے بحث ہے۔ عیسائیوں کی پرانی کتاب تو توراۃ ہے اور اس میں تثلیث وغیرہ کا ذکر نہیں۔

میں نے ایک دفعہ ایک عیسائی سے کہا تمہارے اعمال میں یہ پیشگوئی ہمارے نبی کے حق میں ملتی ہے۔ اوس نے کہا کہ بے انصافی کرتے ہو۔ یورپ و امریکہ کے لوگ یہ معنے نہیں کرتے آپ کیوں ان کے خلاف معنے کرتے ہیں۔ میں نے کہا یہ قاعدہ تو آپ نے خود ہی توڑا۔ جو معنے توراۃ کی پیشگوئیوں کے یہود کرتے ہیں۔ وہ آپ کیوں نہیں کرتے حالانکہ توراۃ کے وارث وہی ہیں جس قدر مسیح کی الوہیت کے دلائل آپ کے پاس ہیں ذرا انہیں یہودیوں کی تصریح کے مطابق صحیح تو کر دیں۔ اس پر وہ جوش میں آکر بولا۔ وہ بے ایمان ہیں۔ میں نے کہا ہم آپ کو بے ایمان سمجھتے ہیں۔

یہاں فرمایا۔ کہ یسوع کو خالق ارض و سماء وغیرہ کہنا تو اس زمانے کی باتیں ہیں۔ آؤ۔ اس اصل کی طرف چلیں۔ جو سب سے پہلے ہے۔ یعنے توحید اس پر ایمان رکھیں۔ یہ بات یاد رکھیں۔ کہ عیسائی مذہب کی کسی کتاب میں عیسے نہیں آیا۔ اسی لئے ان کے سمجھدار لوگ عیسائی نہیں بلکہ مسیحی کہلاتے ہیں۔ کوئی شخص یسوعا نام ہوا ہے۔ جس کا مسلمانوں کی کتابوں میں ذکر تک نہیں۔ اس کی یہ لوگ پرستش کرتے ہیں۔ باقی رہا مسیح سو اس کا آدم ہونا تو شہادات سے ثابت ہے۔ اس کے خدا ہونے کی کوئی حجت نیرہ چاہیئے۔ جو کوئی نہیں۔ پس تعالوا الی کلمۃ .... سواء بیننا وبینکم۔

ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ۔ تین قسم کے معبود ہیں ایک تو پوپ کو ہی خدا سمجھتے۔ اس کے اختیارات میں معاصی کی مغفرت کا اعتقاد تھا۔ پوپ ایک زمانہ میں بادشاہ بھی تھا۔ ایک گروہ مریم کو خداوند کی ماں کہتا اور اس کی تصویر کے آگے سجدہ کرتا ہے۔ ایک روح القدس۔ باپ۔ تینوں کو خدا سمجھتا ہے۔

فرمایا۔ بہتوں کا نوکر اچھا نہیں ہوتا۔ ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار۔ پنجابیوں نے اس نکتہ کو خوب سمجھا ہے ان میں ایک مثل ہے۔ دو گھروں کا مہمان بھوکا رہتا ہے۔ ارباباً من دون اللہ کے ماننے والوں کو ہم کہتے ہیں کہ ایک خدا میں آپ نے کیا کمی دیکھی ہے۔ جو دوسرے کو بھی اس کے ساتھ ملایا ہے۔ جس میں کمی ہے۔ وہ الوہیت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

یا اھل الکتاب لم تحاجون۔ کبھی تو جوش میں آکر کہتے ہیں کہ توراۃ

کی پہلی کتاب سے تثلیث نکلتی ہے۔ وہان ابراہیم آیا ہے۔ پھر دانیال اور ابراہیم کو بھی تثلیث ماننے والا بتاتے ہین۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ استنباط تم کرتے ہو۔ تورات سے یہ دونون ابراہیم کے بعد نازل ہوئین کسی مذہب نے اپنا کوئی نام نہین رکھا۔ یہودا کی طرف منسوب ہو کر یہودی کہلائے۔ اور مسیح کی طرف منسوب ہو کر مسیحی۔ اصل مین ایک ہی نام کل مذہبون کا ہو سکتا ہے۔ وہ کیا؟ وہی جو مذاہب کا مقصد ہے یعنی راستبازی اور فرمانبرداری۔ یعنے اسلام۔ جسکی تعلیم مین کسی قسم کا شرک نہین۔ بلکہ عین فطرت کے مطابق ہے۔ بچہ جس وقت بالغ ہوتا ہے۔ تو کم از کم اتنی سمجھ تو اسے آجاتی ہے کہ مین اپنا خالق آپ نہین بلکہ کوئی اور مقتدر ہستی ہے۔ پس یہی وہ فطرت کی گواہی ہے۔ جس سے شرک کا استیصال ہو جاتا ہے۔

واللّٰہ ولی المومنین۔ ولی معمولی لفظ نہین۔ قرآن شریف نے اس کی تفسیر بتائی ہے اور اس کی ایک پہچان بتائی ہے۔

جب اللہ کسی کا ولی بنتا ہے۔ تو اس کی ولایت کا نشان یہ ہے۔ کہ یخرجہم من الظلمات الی النور۔ یعنے انسان جو قسم قسم کی ظلمتون مین پڑا ہو ان ظلمتون سے روز بروز نکلتا جاتا ہے۔ بڑی ظلمت تو یہ ہے کہ ماں باپ اچھے نہ ہون۔ پھر دوسرے مربی استاد وغیرہ۔ پھر دوست۔ اشرار پھر رسم و عادت پھر محبت و بغض۔ پھر شہرت و حرص۔ پھر بخل و عجز و کسل۔ کسی کے اوپر بے جا ظلم (الظلم ظلمات) پس ان ظلمتون سے نکل کر جو نور کی طرف جا رہا ہو تو سمجھے کہ اللہ میرا ولی ہو گیا ہے۔

وما یضلون الا انفسہم۔ یہ نہین گمراہ کر سکتے۔ مگر اپنے ہی ڈھب کے لوگون کو

مورخہ ۲۴۔ اپریل ۱۹۰۹ء

(رکوع ۸)

تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا مین دو قسم کی طبیعتین ہوتی ہین ایک وہ... جنھین اگر عمدگی سے وعظ کیا جاوے تو مان لیتے ہین اور اگر تشدد کیا جائے تو انکار کرتے ہین اور ایک وہ جو دلائل کو مانتے ہی نہین۔ ہان دو چار جوتے لگ جائین تو کہتے ہین جی ٹھیک ہے۔

ایک زمانہ مین مجھے خیال پیدا ہوا۔ تو مین نے چند لڑکون سے سوال کیا۔ اگر کوئی لڑکا بدچلنی کرے تو اس کے روکنے کی کیا تدبیر ہے۔ اس پر... بعضون نے لکھا۔ کہ اُسے نصیحت کی جاوے مگر تنہائی مین اور بعضون نے یہ کہا کہ نصیحت کی جاوے مگر عام لڑکون مین تا اُسے ندامت ہو۔ بعضون نے کہا پکڑ کر خوب بید لگائے جاوین تا پھر کبھی ایسی جرأت نہ کرے۔ درحقیقت سب نے سچ لکھا۔ کیونکہ کئی قسم کے لوگ ہین۔ بعض وہ جو نصیحت مان لیتے ہین۔ . . . . مگر دلائل کے ساتھ۔ بعض ایسے بھی ہین۔ جنھین دلائل دین تو اور بھی بپھر جاتے ہین۔ اور رد و قدح شروع کر دیتے ہین۔ بعض صرف کہنے سے مان جاتے ہین بعض مدلل کہنے کو مانتے ہین۔ بعض صرف خموشی یا توجہ چھوڑ دینے سے مان جاتے ہین۔ بعض مار کھائے بغیر نہین سمجھتے ہین پھر بعض ایسی طبائع کے انسان ہوتے ہین جو دن رات منصوبے سوچتے رہتے ہین ایسے بدبخت ہمیشہ ناکام رہتے ہین۔ مگر وہ اسی فکر مین غلطان پیچان رہتے ہین کہ فلان بڑے کارخانے کو نقصان پہونچائین۔ بس ایسے بدبختون کا ذکر اس آیۃ مین ہے۔ انہون نے ایک تجویز کی۔

وقالت طائفۃ من اہل الکتاب آمنوا بالذی انزل علی الذین آمنوا وجہ النہار واکفروا آخرہ لعلہم یرجعون گروہ نے اہل کتاب مین سے کہا۔ بڑے بڑے عمائد یہود جو ہین یہ سب ملکر صبح مسلمان ہو جاؤ۔ اور عصر کی نماز کے بعد اس دین کو ترک کر دو۔ اور یہ ظاہر کرو۔ کہ ہم نے اندر جا کر اس مین بہت سی بدیان دیکھین پس اس تجویز سے یہ چند اہل کتاب جو مسلمان ہو گئے ہین۔ واپس اپنے دین مین لوٹ آئینگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ منصوبہ بازیون کا کچھ فائدہ نہین۔

ان الہدیٰ۔ ہدی اللّٰہ۔ کامل ہدایت تو وہی ہے۔ جو اللہ کی ہدایت ہے اور وہ یہ کہ تمہاری مثل ایک اور قوم کو بھی اپنی انعامات سے متاثر فرمایا گیا ہے۔ سلطنت۔ نبوت۔

او یحاجوکم عند ربکم۔ بلکہ وہ تمہارے رب کے حجت مین تم پر غالب ہین او۔ کے معنے بلکہ کے ہین۔

ان الفضل بید اللّٰہ۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم کی نسبت بھی فرمایا۔ واللّٰہ یعصمک من الناس۔ اور داؤد کے عبادتگاہ مین جب دشمن چڑھ آئے تو وہان یہی فرمایا۔ انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔ ہم نے تمہین بادشاہ بنایا ہے۔ یہان یہ مسئلہ سمجھایا ہے کہ الٰہی انتخاب کے خلاف بیشک وہ انسان کرنا ہلاکت کا موجب ہین۔

ومن اہل الکتاب من ان تامنہ (الیٰ) یعلمون۔ ایسے آدمی ہر مذہب مین پائے جاتے ہین: ایک شخص نے جنگل مین ایک عورت کو زیور سے لدی ہوئی پایا۔ جو راستہ بھول گئی تھی۔ اس نے اسے مقام پر پہونچایا حالانکہ پوری دسترس رکھتا تھا کہ زیور اُتار لے۔ پھر ایسے بھی ہین۔ جو ایک دینار کو دیکھ کر دل ثابت نہین رکھ سکتے۔ ایک صوفی نے شیطان کو عالم کشف مین دیکھا کہ اس کے ہاتھ مین کُنڈیاں لگی ہین۔ پوچھا یہ کیا۔ کہنے لگا۔ یہ لوگون کو قابو کرنے کے لئے۔ پھر اس نے کہا تم لوگ تو صرف کان پکڑ قابو کرنے جاتے ہو۔ نیکی کے

جنگ میں گمراہ کرنا ایسے آدمیوں کے لئے شیطان کو بہت آسان ہے جماعت
کمزور ہو گئی ہے مگر کئی ہیں کہ ابھی وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔

پھر یہ لوگ امانت میں خیانت کرتے ہیں۔ اور اسے شرعی عذر کے نیچے لا کر صحیح
قرار دیتے ہیں۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ ہر حرکت و سکون کے وقت دیکھے کہ اس سے
تعظیم لامر اللہ۔ شفقت علیٰ خلق اللہ میں تو کوئی فرق نہیں آتا۔

عن سبیل - الزام۔

من اوفی بعہدہ۔ وعدہ پورا کرو کسی عیسائی سے کرو یا چوہڑے چمار سے

لا یکلمہم اللہ - محبت کا کلام نہیں کریگا۔

ولا ینظر الیہم - نظر شفقت نہیں کریگا۔

یلوون السنتہم۔ یہ کئی واعظوں کا قاعدہ ہے کہ پہلے کوئی آیت پڑھ لیتے ہیں
اور پھر اپنے مطلب کی بات شروع کر دیتے ہیں سننے والا سمجھتا ہے کہ ترجمہ کر رہا ہے
کوئی فرد بشر ایسا نہیں ہے اللہ کتاب دے۔ پھر والحکم کی باتیں پھر والنبوۃ۔
قبل از وقت بعض باتوں سے آگاہ کرے اور وہ کہے میرے بندے بن جاؤ۔ وہ تو
یہی کہیگا ربانی بنو۔ اس کے چار معنے ہیں۔ حکما۔ (بات کی تہ کو سوچنے والے) علما۔
فقہا۔ (تقلید کرے تو ایسی کہ دوسرے غلطی میں نہ پڑیں) چوتھے من یربی
بصغار العلم۔

مورخہ ۲۵ - اپریل سنہ ۱۹۰۹ء

(رکوع نمبر ۹)

ایک شخص نے مجھ پر اعتراض کیا کہ تمہارا قرآن شریف اپنے نبی کی نسبت پیشگوئیاں تو
اگلی کتب سے بیان کرتا ہے۔ مگر ورس اور باب کا حوالہ نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے
بہت عمدہ جواب سمجھایا۔ میز وقفہ دیکر ایک انجیل ہاتھ میں لی اور کہا کہ اس میں مسیح
کی نسبت بعض پیشگوئیاں عہد نامہ عتیق سے دیگئی ہیں مگر باب اور ورس کا ذکر نہیں
اُسے خدا جانے اپنی بات یاد نہ رہی۔ کہنے لگا باب اور ورس تو چودہویں صدی کے
بعد بنے ہیں اس پر میں نے اُسے کہا کہ ذرا ہوش میں آؤ۔ قرآن شریف نے
بھی اس وقت ان پیشگوئیوں کے حوالے دئے ہیں جب کہ یہ باب و ورس نہیں
تھے وہ بہت ہی شرمندہ ہوا۔

ایک عیسائی عورت سے میں نے پوچھا۔ کہ وہ ناصری کہلائیگا توریت میں کہاں
موجود ہے وہ کہنے لگی توریت میں تو کہیں ہے نہیں۔

میں نے کہا تم پھر اس مذہب کی پابند کس طرح ہو۔ کہنے لگی میرا خاوند پادری
ہے۔ میثاق النبیین کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہاں کل نبی مراد ہیں چنانچہ
اعمال باب ۳ آیت ۲۱ میں ہے کہ نبیوں نے اس بات کی دعا کی ہے۔ تا تازگی
بخش ایام آئیں اور ضرور ہے کہ آسمان اسے رو کے رہے جب تک کہ وہ تمام جو
نبیوں نے کہا پورا ہو۔ اور موسےٰ کی مثیل نبی تھے۔ اس کے وہ بڑے
فائدے ہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ موسےٰ کی مثیل مسیح تھے اون سے ہم کہتے
ہیں کہ بقول تمہارے مسیح تو خدا تھا پس خدا کو موسیٰ سے کیا مثلیت ہو سکتی ہے
دوم۔ مسیح کو وہ کامیابی کب ہے جو موسیٰ کو ہوئی۔ پھر لکھا ہے یہ پیشگوئی پوری ہونے
کے بعد آئیگا۔ یوحنا کی انجیل باب اول میں لکھا ہے کیا تو وہ نبی ہے۔ وہ نبی سے
مراد بعض عیسائی دجال لیتے ہیں۔ مگر ان کے ریفرینس والوں نے استثناء
کے باب کا حوالہ دیا ہے۔ جسمیں موسےٰ کے مثیل نبی ہونے کا ذکر ہے
اور استثناء باب ۳۳ میں لکھا ہے کہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ۔ چنانچہ دس ہزار
صحابی رسول علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ جب آپ مکہ میں مظفر و منصور داخل ہوئے
غرض استثناء باب ۱۸۔ باب ۳۳۔ یوحنا باب اول اعمال باب سوم کے علاوہ
یسعیاہ نبی کی کتاب میں سلع کا نام مذکور ہے اور یہ پہاڑی مدینہ میں ہے
کہ وما نزعی من وراء سلع من سحاب۔
۵۴ - ۵۲ - یسعیاہ میں مینڈھے بکریوں کی قربانیوں کا ذکر ہے۔
حالانکہ مسیح کے بعد کوئی قربانی نہیں اس کے بعد ایک اور پہچان بتائی
کہ اس نبی کے مخالف بدعہد ہوں گے۔ چنانچہ ان لوگوں کی کتب
میں مذکور ہے۔ معاہدہ کیا ہوتا ہے توڑنے کے واسطے ہوتا ہے۔
معاہدہ موجودہ وقت کی تصویر ہوتی ہے۔ واذ اخذنا میثاق
بنی اسرائیل کو سورہ بقرہ میں پڑھو۔ جہاں ان کی عہد شکنیوں کا
مفصل ذکر ہے۔ پھر فسق و فجور کی جڑ ہے
عورتوں کی آزادی اور شراب اور یہ دونوں باتیں اسی قوم میں موجود
ہیں۔

افغیر اللہ۔ سچے دین کا نشان بتایا کہ اس میں فرمانبرداری سکھائی جاتی ہے۔
ان علیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین۔ اللہ کی رحمت
سے دور۔ یعنے خدا کا اون سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ ملائکہ سے بھی دور
یعنے کوئی نیکی کی تحریک نہیں ہوتی۔ لوگوں سے دور۔ یعنے وہ انہیں
نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

لن تقبل توبتہم۔ اس آیت پر بہت بحثیں ہوئیں ہیں۔ مگر میرے
نزدیک اس کے یہی معنے ہیں کہ وہ جو پہلے توبہ کی ہوئی تھی۔ جب آ کے
توڑ دیا۔ تو قبولیت کیسی۔

ولو افتدی بہٖ۔ ہدیہ تو قبول نہیں تھا۔ گمر فدیہ بھی نہ ہوگا

(یہاں تیسرے پارہ کے نوٹ ختم ہوئے)